Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2009

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

مسیح موعودؑ نمبر

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

جلد 58

شمارہ 11

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

شرح چندہ
سالانہ 300 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

14 ربیع الاوّل 1430 ہجری، 12 امان 1388 ہش، 12 مارچ 2009ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

بعثتِ مسیح موعودؑ و مہدی معہودؑ کے متعلق قرآن مجید اور احادیث نبویہؐ کی پیشگوئیاں

ارشاد باری تعالیٰ

☆......هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ۔(سورۃ الجمعہ آیت 3تا5)

ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے ایک انپڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

☆......یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَلَوۡ کَرِهَ الۡکٰفِرُوۡنَ۝ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ۔(سورۃ صف آیت ۹ تا ۱۰)

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں، اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر (لوگ) کتنا ہی ناپسند کریں۔ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆......قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتُل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں عدل اور حَکَم ہو کر۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کریں گے۔ وہ مال کو بہائے گا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ ان کے زمانہ میں ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا۔

☆......عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کنا جلوسًا عندالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" قال قلت من ھم یا رسول اللہ فلم یراجعہ حتی سأل ثلاثًا وفینا سلمان الفارسی وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لوکان الایمان عند الثریا لَنالہ رجال او رجل من ھولآء۔

(بخاری کتاب التفسیر باب الجمعۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۃ الجمعۃ کی آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم نازل ہوئی میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں؟ جب آپ نے جواب مرحمت نہیں فرمایا تو مَیں نے تین مرتبہ دریافت کیا اور حضرت سلمان فارسیؓ بھی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہو جائے گا (اپنی دوری کے اعتبار سے) تو ان میں سے کچھ لوگ یا ایک آدمی اسے وہاں سے لے آئے گا۔

جمیل احمد ناصر ایڈووکیٹ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سُلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے
روحانی مائدہ سے استفادہ کیجئے...!!

خدائی نوشتوں، الٰہی بشارات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی نشاۃ ثانیہ مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ مقدر تھی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ، حامل قرآن سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے متعلق امت مسلمہ سے یوں گویا ہوا کہ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْم۔ (سورۃ الجمعہ: ۴) یعنی خدا تعالیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حکم ہدایت کے بعد تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے بروز محمدی کو آخرین میں مبعوث کرے گا۔

چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی تو اسلام تمام مذاہب کے حملوں کا شکار بنا ہوا تھا۔ کیا ہندو اور کیا بدھ اور کیا عیسائی اور کیا آریہ تمام کے تمام مذاہب کے حملوں کا تختۂ مشق بنا ہوا تھا۔ اس پر آشوب زمانہ میں اسلام کی اس نازک حالت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل تڑپ اٹھا اور آپ نے خدا تعالیٰ کے اذن سے اسلام کے دفاع کے لئے قلم کو اپنا ہتھیار بنا لیا اور اس کے ذریعہ اپنی معرکۃ الآراء کتب میں دشمنان اسلام کے وہ دندان شکن جوابات دیئے کہ ان کو راہ فرار کے سوا چارہ نہ رہا۔ ہاں ہاں یہی وہ شیر خدا جری اللہ تھا جس کے آگے کوئی بھی مرد میدان نہ بن سکا۔ آپؑ نے ساری زندگی کا لمحہ لمحہ توحید باری تعالیٰ اور شان رسولؐ کے قیام اور اسلام کے تمام ادیان باطلہ پر غلبہ کے لئے صَرف کر دیا اور آپ نے اس سلسلہ میں ۸۰ سے زائد نادر المثال معرکۃ الآراء کتب تصنیف فرمائیں اور آپ علیہ السلام نے احیائے دین اور اقامت شریعت کی خاطر يضع الحرب کی پیشگوئی کے مطابق اس مجاہدانہ شان سے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے تمام زندگی صَرف کر دی کہ جس کا اعتراف نہ صرف اپنوں نے کیا بلکہ غیر بھی آپؑ کی ان جلیل القدر خدمات اسلام کو دیکھ کر داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

اس جری اللہ نے جب عیسائیت پر نظر ڈالی تو جنگ مقدس، کتاب البریہ، چشمہ مسیحی، تحفہ قیصریہ، انجام آتھم، کتاب البریہ اور مسیح ہندوستان میں جیسی عظیم المرتبت تصانیف کے ذریعہ طلسم مسیحی کو پاش پاش کر دیا اور ہندوستان میں عیسائیت کی فتح کا نقارہ بجانے کا زعم رکھنے والے پادریوں کو اپنی منہ کی کھانی پڑی۔ اور جب اسلام کی غیرت رکھنے والی اس آنکھ نے دیکھا کہ اس میدان کارزار میں آریہ سماجی اور ہندو اور بدھ مذہب والے بھی اسلام کو نیچا ثابت کرنے میں نبرد آزماں ہیں تو آنحضرتؐ کے اس عاشق صادق کے جادوئی قلم نے وہ اثر دکھایا کہ انہیں اپنی بغلیں جھانکنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اور چشمہ معرفت، سرمہ چشمہ آریہ، آریہ دھرم، سناتن دھرم، نسیم دعوت اور قادیان کے آریہ اور ہم جیسی کتب عصائے موسیٰ بن کر ساحروں کی ناگنوں کو نگلتی ہوئی نظر آئیں اور جب نام نہاد علماء، پیر پرستوں اور اسلام کا دم بھرنے والے ملاؤں کی طرف نظر دوڑائی تو حیاتِ مسیح اور جہاد بالسیف جیسے تمام اختلافی مسائل یکسر حل ہوتے چلے گئے۔ آپؑ نے اپنی صداقت کے اثبات کے لئے بھی کثیر تعداد میں کتب رقم فرمائیں جن کا مضمون عقلی اور نقلی لحاظ سے آپؑ کے مامور من اللہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں: نزول المسیح، حقیقۃ الوحی، تریاق القلوب، تحفہ گولڑویہ، تحفہ غزنویہ، فتح اسلام، توضیح المرام اور ازالہ اوہام وغیرہ۔ جہاں آپؑ نے آئینہ کمالات اسلام اور برکات الدعا جیسی کتب کے ذریعہ مغربی فلسفہ کا رد فرمایا وہیں کشتی نوح، براہین احمدیہ (ہر چہار حصص) اور معیار المذاہب کے ذریعہ اسلام کی حقانیت وافضلیت کا لوہا منوایا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اتمام حجت کی غرض سے عرب دنیا کے لئے فصاحت و بلاغت سے معمور کثیر تعداد میں عربی کتب بھی تصنیف فرمائی جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: مواہب الرحمان، خطبہ الہامیہ، منن الرحمان، حمامۃ البشریٰ وغیرہ اور آپؑ نے عرب دنیا کے علاوہ بشمول ہندوستان تمام دنیا کے علماء کو بھی چیلنج دیا کہ وہ قرآن کی بزبان عربی تفسیر نویسی میں آپؑ سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں وہ یقیناً اس میں مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک رات میں آپؑ کو ۴۰ ہزار عربی مادے سکھائے ہیں۔

علاوہ ازیں اس شیرِ خدا مسیح محمدیؑ نے براہین احمدیہ، اعجاز احمدی، نور الحق، کرامات الصادقین جیسی کتب کا ردّ لکھنے والے کو بطور انعام دسیوں ہزار روپے دینے کا اعلان فرمایا۔ مگر آج تک کسی کو بھی ان کے مقابلہ کی توفیق نہیں مل سکی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند — ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
صف دشمن کو کیا ہم نے بحجّت پامال — سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپؑ کو ''سلطان القلم'' کے عظیم الشان آسمانی لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک علامت حدیث میں یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ:

يُفِيضُ المَال حتّٰى لا يقبلهٗ اَحدٌ۔ یعنی مسیح موعودؑ مال تقسیم کرے گا کہ کوئی اسے قبول نہیں کریگا۔ اس پیشگوئی میں مال سے مراد کوئی سونا چاندی روپیہ پیسہ نہیں ہے بلکہ وہ علمی روحانی خزانہ ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نے تقسیم کرنا ہے اس لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے — اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہی روحانی خزائن کے متعلق فرماتے ہیں:

''یہ رسائل جو میں نے لکھے ہیں، تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ مَیں ان کا نام وحی والہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھوں سے نکلوائے ہیں۔''

(سرُّ الخلافۃ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۴۱۵)

''مَیں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب مَیں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے۔ (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور مَیں اس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اس تحریر میں کوئی مشقّت اٹھانی نہیں پڑتی۔ مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقّت اٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر ان مضامین مَیں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم

دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب مَیں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلوّ کی طرح روح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے۔'' (نزول المسیح ۵۶-۵۷)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موسوی کے لئے بطور معجزہ ایک روحانی مائدہ آسمان سے اتارنے کا ذکر فرمایا ہے، جس کے متعلق ذکر آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

اشاعت دین بزور شمشیر حرام ہے

(منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم يَضَعُ الْحَرْب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیّد کونین مصطفٰے — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کردے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلیں گے بچے سانپوں سے بیخوف و بےگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیرو تفنگ کا
یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا
اِک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
اَب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی — بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے — کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہوگئے — جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہوگئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے — باقی جو تھے وہ ظالم و سفّاک ہوگئے
اَب تم تو خود ہی موردِ خشم خدا ہوئے — اُس یار سے بشامتِ عصیاں جُدا ہوئے
اَب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے — تم خود ہی غیر بن کے محلِّ سزا ہوئے
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا — یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار — اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسیح ہے — اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی

..................آپ کی تحریرات کی روشنی میں..................

''مَیں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مَیں اس خدا کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔.....سومَیں اس وحی پاک سے ایسا ہی کامل حصہ رکھتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کامل قرب کی حالت میں انسان رکھ سکتا ہے۔ جب انسان ایک پُر جوش محبت کی آگ میں ڈالا جاتا ہے جیسا کہ تمام نبی ڈالے گئے تو پھر اس کی وحی کے ساتھ اضغاث احلام نہیں رہتے بلکہ جیسا کہ خشک گھاس تنور میں جل جاتا ہے ویسا ہی وہ تمام اوہام اور نفسانی خیالات جل جاتے ہیں اور خالص خدا کی وحی رہ جاتی ہے۔ اور یہ وحی صرف انہی کو ملتی ہے جو دنیا میں کمال صفا۔ محبت اور محویت کی وجہ سے نبیوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۴ اٹھارویں سطر میں یہ الہام میری نسبت ہے ''جری اللہ فی حلل الانبیاء'' یعنی خدا کا فرستادہ نبیوں کے حلّہ میں۔ سومَیں شکّی اور ظنّی الہام کے ساتھ نہیں بھیجا گیا بلکہ یقینی اور قطعی وحی کے ساتھ بھیجا گیا ہوں.... مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ مَیں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر مَیں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری رُوح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔''

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۶۴۔۶۵)

''سومَیں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الورٰی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۷ تا ۶۲)

''بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا مَیں نے افتراء کے طور پر الہام کا دعویٰ کیا ہے غلط ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ کام اس قادر خدا کا ہے جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانے میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ مَیں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کر لے گا۔'' (اشتہار صفحہ ۱۶۔ ۲۰ / ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ کتاب البریہ)

جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعے سے مجھے خبر دی کہ تو اِس صدی کا مجدد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ:-

''اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَاۤءُ هُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ'' یعنی خدا تعالیٰ نے تجھے قرآن سکھلایا اور اُس کے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تو لوگوں کو بد انجام سے ڈراوے کہ جو باعث پُشت در پُشت کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے۔ اور تا اُن مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہِ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔ ان کو کہہ دے کہ مَیں مامور من اللہ اور اوّل المومنین ہوں۔''

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱)

''امابعد واضح ہو کہ موافق اس سنّت غیر متبدلہ کے ہر یک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ اِس امتِ مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے۔ یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا۔ اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے اُن کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے۔'' (کرامات الصادقین صفحہ ۳)

''جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ...... اِس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب مَیں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اُمت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کو آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ مَیں ہی ہوں اور مکالماتِ الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالماتِ الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور مَیں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرّف ومبدّل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشانِ آسمانی برسے۔'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱، ۲)

''اِس زمانہ میں گندی تحریروں کے ذریعہ سے اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی توہین کی گئی ہے کہ کبھی کسی زمانے میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی۔......اور درحقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذرّیات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جائے اور چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے۔ اس لئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے۔ پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے۔ اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی دنیا پر حجّت پوری ہو۔ سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک میں اور ہر یک حصّہ دنیا میں بج جائے۔ اے قادر خدا! تُو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین۔'' (چشمۂ معرفت صفحہ ۸۶-۸۷)

''یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سومَیں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان مَیں ہوں اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے.... یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی۔ رسول۔ محدث۔ مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات اُن کو دیئے گئے گو وہ ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔'' (ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴)

''چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دُور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیاء اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم قرآن شریف سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تا کہ دلوں کو حق کی طرف پھیریں۔ سو تم اس نشان کے منتظر رہو۔ اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا اور ان کے اُترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے دنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم نے یہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا۔ لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آ گئیں تو تم انکار سے باز آؤ۔ تا تم خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔''

(فتح اسلام صفحہ ۱۳ حاشیہ)

☆☆☆☆☆☆

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کی جو نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس نے جماعتوں میں وحدت اور خلافت سے ایک تعلق کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ ان سب کی نظر میں خلافت کے لئے وفا ہے۔

کیرالہ کی لجنہ بھارت کی صف اوّل کی لجنات کی تنظیم میں ہے۔ لیکن اب مجھے لگتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ چھلانگیں مارتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ اللہ کرے کہ ہندوستان کی باقی لجنہ میں بھی یہ باتیں سن کر جوش پیدا ہو اور مسابقت کی روح پیدا ہو۔

جنوبی ہندوستان کے ان علاقوں کی تاریخ مذہب سے جُڑی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ اگر صحیح منصوبہ بندی کر کے تبلیغ کے کام کو تیز کریں گے تو اللہ تعالیٰ بہتر نتیجے پیدا فرمائے گا۔ پس احمدیوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے کام میں تیزی اور وسعت پیدا کرنی چاہئے۔

(جنوبی ہندوستان کی جماعتوں چنائی (مدراس)، کالیکٹ اور کوچین کا نہایت کامیاب و کامران دورہ۔ اس علاقہ کی مختصر مذہبی تاریخ، احباب جماعت کے اخلاص و وفا اور قربانیوں، مختلف مساجد کے افتتاح اور غیروں پر اس دورہ کے نیک اثرات اور اخبار و میڈیا میں دورہ کی کوریج کا ایمان افروز تذکرہ۔ تبلیغ اور دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکید۔)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ 12 دسمبر 2008ء بمطابق 12 فتح 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ـ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ـ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ دو جمعے تو مَیں نے ہندوستان میں پڑھائے تھے۔ ایک کالیکٹ میں جو جنوبی ہندوستان کے صوبہ کیرالہ کا ایک شہر ہے اور دوسرا دہلی میں اور پھر جیسا کہ آپ جانتے ہیں بعض حالات کی وجہ سے مَیں اپنا دورہ مختصر کر کے واپس آ گیا۔ عموماً مَیں اپنے دورے سے واپسی پر دورے کے مختصر حالات بیان کیا کرتا ہوں۔ ان حالات کو سننے کے لئے دنیا میں بیٹھے ہوئے احمدیوں کو بھی عادت ہوگئی ہے۔ ان کی خواہش ہوتی ہے اور جن جگہوں کا دورہ کیا جاتا ہے انہیں بھی یہ سننے کا شوق ہوتا ہے کہ ہمارے بارہ میں کچھ بیان کیا جائے۔ گوکہ مَیں نے کیرالہ کے دورہ کے دوران ہی بلکہ کالی کٹ کے خطبہ میں ہی اس علاقہ کی اہمیت، اس علاقہ میں مذہب کی تاریخ کے حوالہ سے مختصراً باتیں کر دی تھیں اور اُن لوگوں کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلا دی تھی۔ ان کے اخلاص و وفا کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ لیکن اپنے دورہ کے حوالے سے مزید کچھ باتیں اختصار کے ساتھ بیان کروں گا۔

کیرالہ جانے سے پہلے ہی راستے میں ہم چنائی (Chenai) جو پہلے مدراس (Madras) کہلاتا تھا وہاں رُکے تھے۔ گوکہ قیام چند گھنٹوں کا تھا لیکن وہاں لجنہ کا بھی اچھا پروگرام ہو گیا جس میں مختصراً ان کی ذمہ داریوں کی طرف ان کو توجہ دلا دی اور ہماری ایک نئی مسجد جو ماؤنٹ تھومس (Mount Thomas) میں بنی ہے، اس کا بھی افتتاح کیا۔ چنائی کی جماعت اتنی چھوٹی بھی نہیں، چند سو نفوس پر مشتمل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص و وفا میں بہت بڑھی ہوئی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کی جو نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس نے جماعتوں میں وحدت اور خلافت سے ایک تعلق کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ یہ علاقہ جو قادیان سے تقریباً 2 ہزار میل کے فاصلے پر ہے۔ بہت سے ایسے احمدی لوگ ہیں جو کبھی قادیان بھی نہیں گئے ہوں گے، اُن سب کی نظر میں خلافت کے لئے وفا ہے۔ ان کا ایک ڈسپلن، ایک جماعتی وقار کا اظہار اور جماعت سے تعلق بہت زیادہ نظر آتا تھا۔ اس کی ایک وجہ تو بڑوں کی تربیت ہے۔ کیونکہ اس علاقہ میں بھی بہت سے بزرگ گزرے ہیں۔ دوسرے ایم ٹی اے کا بھی کردار ہے جیسا کہ مَیں نے کہا نظمیں ہیں۔ نظمیں پڑھنے کا انداز ہے۔ دنیا میں اب ہر جگہ تقریباً ایک جیسا ہو گیا ہے، چاہے وہ افریقہ ہے یا ایشیا ہے یا یورپ ہے۔ یہ تعلق اور وحدت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مَیں نے یہاں بڑوں کی تربیت کا ذکر کیا تھا، اس ضمن میں یہ بتا دوں کہ چنائی شہر میں یا اس علاقہ میں احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں پہنچی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے 16 صحابہ کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے۔ اُن کی اولادیں اور اُن کی نسلیں ہیں جو اب احمدیت پہ قائم ہیں۔ پھر نئے احمدی بھی ہیں۔

ماؤنٹ تھومس میں مَیں نے مسجد کا ذکر کیا ہے تو اس جگہ مذہب کی بھی مختصر تاریخ بتا دوں۔ یہاں کی عیسائیت کی تاریخ کے مطابق تھوما حواری جو حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری تھے، وہ 52 عیسوی میں اس علاقہ میں آئے تھے اور کیرالہ سے ہوتے ہوئے وہاں پہنچے تھے۔ یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے ماؤنٹ تھومس کہتے ہیں جہاں ایک چرچ بھی ہے۔ یہاں انہوں نے زندگی کے 15-16 سال گزارے اور یہیں ان کو کسی دشمن نے قتل کر دیا تھا اور وہیں وہ چرچ میں دفن ہوئے۔ پھر ان کی لاش بعد کے کسی زمانہ میں ویٹیکن (Vatican) لے جائی گئی۔

بہرحال تھوما حواری کا یہاں آنے کا مقصد یہی لگتا ہے کہ اسرائیل کی جو گمشدہ بھیڑیں تھیں۔ یعنی جو (گمشدہ) قبیلے تھے ان کی تلاش کر کے ان کو عیسائیت کا پیغام پہنچایا جائے۔ حضرت تھوما حواری جو ہیں، ان کے بارہ میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ صلیب کے واقعہ کے بعد سفر کیا تھا۔ یہ واحد تھے جن کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ کے صلیب سے زندہ بچ جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”عیسائی اس بات کے خود قائل ہیں کہ بعض حواری ان دنوں میں ملک ہند میں ضرور آئے تھے اور دھوما حواری کا مدراس میں آنا اور اب تک مدراس میں ہر سال اس کی یادگار میں عیسائیوں کا ایک اجتماع میلہ کی طرح ہونا یہ ایسا امر ہے کہ کسی واقف کار سے پوشیدہ نہیں“۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 350-351)

اس کے علاوہ ملفوظات میں بھی تھوما حواری کے حوالہ سے آپ نے ذکر فرمایا۔ ایک جگہ فرمایا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے تھے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہجرت کے وقت تھوما حواری کے ساتھ نکلے تھے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ لوگوں کو زیادہ پتہ نہ

لگے تا کہ احتیاط کے ساتھ سفر طے ہو اور اسی طرح سفر کرتے ہوئے پھر وہ کشمیر پہنچے تھے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ389-390)

کیرالہ میں یہودیت کی بھی تاریخ ہے اس کے بارہ میں بھی بتا دوں۔ یہاں یہودی بہت عرصہ پہلے آ کے آباد ہوئے تھے۔ ان کو تبلیغ کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کا آنا ضروری تھا تا کہ پیغام پہنچ جاتا اور یہ قبیلہ بھی اس پیغام سے محروم نہ رہ جاتا جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے۔

بہرحال کہنے کا یہ مقصد ہے کہ یہ شہر بڑی پرانی مذہبی تاریخ رکھتا ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح محمدی کے حواریوں کے ذریعہ، آپؑ کے صحابہؓ کے ذریعہ اس علاقہ میں جو احمدیت آئی ہے تو وہ بھی اللہ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔ اگلی نسلیں بھی ایمان اور اخلاص میں ترقی کر رہی ہیں۔ جماعت کو اس سال عین اس علاقہ میں مسجد بنانے کی بھی توفیق ملی ہے جہاں مسیح موسوی کے حواری نے اپنی جگہ بنائی تھی اور جیسا کہ مَیں نے کہا پھر یہاں عیسائیت پھیلی اور یہاں کا بہت بڑا چرچ ہے۔ اللہ تعالیٰ اب احمدیوں کو توفیق دے رہا ہے کہ اس مسجد کی برکت سے پہلے سے بڑھ کر مسیح محمدی کے پیغام کو اس علاقہ میں پھیلائیں۔ اللہ کرے کہ ان کو اس کی توفیق ملتی چلی جائے۔ کیونکہ اب ان لوگوں کی نجات اس باطل عقیدے کو چھوڑ کر آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنے میں ہے اور خدائے واحد کے آگے جھکنے میں ہے، بجائے اس کے کہ بندے کو خدا بنایا جائے۔ تو بہرحال یہ ہے چنائی کی مختصر تاریخ۔

یہاں سے جیسا کہ مَیں نے بتایا اگلا سفر کیرالہ کے شہر کالی کٹ کا تھا۔ یہ وہ شہر ہے جہاں حضرت تھوما سب سے پہلے آئے تھے کیونکہ یہاں یہودیوں کی کافی بڑی تعداد آباد تھی اور یہ لوگ مالا باری یہودی کہلاتے تھے۔ ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت سلیمان کے زمانہ سے تجارتی قافلے یہاں آیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ پھر یہودیت بھی یہاں آئی ہو گی۔ بہرحال تھوما حواری جب یہاں آئے تو یہیں انہوں نے اپنا زندگی کا اکثر وقت گزارا اور یہودیوں کو عیسائیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اکثریت نے پیغام کو قبول کیا۔ یہ جو لوگ حضرت تھوما کے ذریعہ سے اس علاقہ میں عیسائی ہوتے نصرانی یا تھومائی عیسائی کہلاتے ہیں اور بہت سارے ان میں سے ابھی بھی ہیں جو موحّد ہیں۔ بہرحال یہ تو اس علاقے میں یہودیت اور عیسائیت کی مختصر سی تاریخ ہے۔

ہندو یہاں بہت بڑی اکثریت میں ہیں اور مسلمان بھی کافی تعداد میں ہیں۔ لیکن یہ اس علاقہ پر اللہ کا خاص فضل ہے کہ آپس میں سب مل جل کر رہتے ہیں۔ اگر ملک کے ایک حصہ میں مذہبی فساد ہوتا بھی ہے تو کیرالہ والوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، ان کو کوئی پتہ نہیں لگتا۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ گھانا میں ایک ہمارا دوست کیرالہ کا رہنے والا تھا تو مَیں ایک دن دفتر میں گیا تو وہاں وہ بھی تھا۔ ایک گھانین آ گیا تو گھانین نے مجھ سے پوچھا کہ تم انڈین ہو۔ مَیں نے بتایا کہ نہیں مَیں پاکستانی ہوں۔ تو وہ پاکستانی اور انڈین میں فرق پوچھنے لگا۔ تو میرے سے پہلے ہی کیرالہ کا جو عیسائی انجینئر تھا وہ کہتا تھا کہ ہمارا کوئی فرق نہیں صرف سرحدوں کا جغرافیائی فرق ہے یا پھر کچھ فرق ہمارے لیڈروں نے پیدا کر دیا ہے۔ تو بہرحال ان لوگوں کی سوچ بڑی مثبت سوچ ہے۔ ان میں برداشت بھی بہت زیادہ ہے۔ وہ کچھ فرق رکھنا نہیں چاہتے۔

اس علاقہ میں جو عرب تجارتی قافلے آتے تھے ان کے ذریعہ سے اسلام بھی پہنچا ہے۔ ان کی تاریخ یہی بیان کرتی ہے کہ جب تجارتی قافلے یہاں آیا کرتے تھے تو ان کے ساتھ خلافت راشدہ کے دور میں حضرت مالک بن دینارؓ یہاں آ گئے تھے۔ ان کے ساتھ بارہ عرب تاجر اَور تھے۔ اس زمانہ میں وہاں کا جو راجہ تھا، پارومل، اس نے اسلام قبول کیا ہے۔ اس نے پہلے معلومات حاصل کیں اور آخر اسلام کو سچا سمجھ کے اسے قبول کیا اور پھر اسی تجارتی قافلے کے ساتھ وہ مکّہ بھی گیا۔ یہ جو راجہ تھا وہ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور معجزات دیکھ کر مسلمان ہوا۔ اس علاقہ میں ایک راجہ کے مسلمان ہونے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ذکر فرمایا ہے۔ ناموں میں کچھ فرق ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ کے نام اور آج کے ناموں میں فرق ہو۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے کہ وہاں کا راجہ مسلمان ہوا اور پھر یہاں اسلام پھیلا۔ بلکہ وہاں ایک احمدی خاندان ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم بھی اسی راجہ کی اولاد ہیں۔ اس راجہ کی کچھ نیکیاں تھیں جو اس زمانے میں مسلمان ہوا اور اس کی آئندہ نسلوں کے لئے یقیناً دعائیں بھی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ نے آئندہ نسل کے ایک حصّہ کو احمدیت قبول کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔

یہاں یہ بھی بتا دوں جیسا کہ مَیں پہلے بھی ایک خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ اس علاقہ میں لٹریسی ریٹ (Literacy Rate) تقریباً 100 فیصد ہے جبکہ باقی ملک میں شرح خواندگی بہت کم ہے اور مسلمانوں میں تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن اس علاقہ کے مسلمانوں میں بھی 90 فیصد سے اوپر شرح خواندگی ہے اور یہ علاقہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس خطّہ کے جو تمام بڑے مذاہب ہیں انہیں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور پڑھے لکھے اور روشن خیال لوگ یہاں موجود ہیں۔ ان میں برداشت کا مادہ بھی بہت زیادہ ہے۔ احمدیت کی تبلیغ کی صحیح اور مسلسل کوشش ہو تو مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کے لئے یہ بڑی زرخیز زمین بن سکتی ہے۔ گو کہ آج کل جس طرح باقی دنیا میں بعض مسلمان تنظیموں نے نفرتیں پھیلانے اور شدت پسندی کے رویے اپنائے ہوئے ہیں اسی طرح یہاں بھی کوششیں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ بعض ایسے گروہ یہاں ملے ہیں لیکن عمومی طور پر لوگ اس بات کے خلاف ہیں اور اس چیز کو ختم بھی کرنا چاہتے ہیں۔ عین ممکن تھا کہ میرے جانے پر لوگ غلط اور منفی ردّعمل ظاہر کرتے لیکن مجھے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ ایک دو مہینے پہلے ہی ایک ایسے گروہ کی نشاندہی ہوئی جو فتنہ پیدا کرنا چاہتے تھے یا دہشت گردوں میں شمار ہوتے تھے اور حکومت نے انہیں پکڑ کے بند کیا ہوا ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ہمارے دورہ کے دوران کسی ایک طرف سے بھی مخالفانہ آواز نہیں اٹھی۔ بلکہ وہاں کے ایک احمدی جرنلسٹ نے مجھے لکھا کہ مخالف مسلمان تنظیمیں یا فرقے جو ہیں، وہ ہمارے مخالف تو ہیں ہی لیکن ان کے اخباروں نے بھی انتہائی شریفانہ رنگ میں میرے وہاں جانے کی خبر دی۔ ہمارے جماعتی پروگرام بھی بھرپور طریقے سے ہوتے رہے۔ ایک احمدی دوست جس کے گھر میں مَیں ٹھہرا ہوا تھا وہاں سے مسجد کا فاصلہ تقریباً 20 منٹ کے فاصلہ پر تھا اور ہماری مسجد بھی عین شہر کے وسط میں ہے۔ ہماری وہاں جو ریسیپشن ہوئی جس میں مہمان آئے ہوئے تھے ان میں ایک بڑے سیاسی لیڈر تھے جو مجھے کہنے لگے کہ آپ لوگوں کی مسجد تو شہر کے دل میں ہے۔ بڑی مرکزی جگہ پہ ہے۔ اس شہر کے دل میں جو ہماری مسجد ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح یہاں سے محبت کا پیغام پھیلے گا اور اسی نے انشاء اللہ تعالیٰ دلوں کو فتح کرنا ہے۔

صوبائی حکومت نے بھی وہاں کافی تعاون کیا۔ ایک احمدی پولیس افسر دے دیا جو اپنی ٹیم کے ساتھ آئے ہوئے تھے لیکن عموماً لوگوں کا اپنا تعاون بھی بڑا اچھا تھا۔ روزانہ کم از کم دو دفعہ مسجد میں جانے کے باوجود یہ نہیں تھا کہ لوگ تنگ آئے ہوں یا ان کو ایک طرف روکا جاتا ہو۔ بعض دفعہ ٹریفک خود بخود رک جاتی تھی اور خود شوق سے راستہ دے دیتے تھے۔ اسی لئے مَیں نے کہا کہ اس زمین سے صحیح رنگ میں احمدیوں کو فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

کالیکٹ (Kalicut) میں کالیکٹ اور اردگرد کے احمدیوں سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ اس علاقے کے جتنے بھی احمدی آئے تھے جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اللہ کے فضل سے سب سے ملاقاتوں کی توفیق ملی۔ ان ملاقاتوں کے دوران جو تعلق اور وفا کا اظہار سب مرد و زن اور بچوں نے کیا وہ بھی حیرت انگیز تھا۔ جیسا کہ مَیں پہلے ہی بتا چکا ہوں، یہ لوگ اخلاص و وفا میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ کئی ایسے ہیں جنہوں نے گزشتہ چند سال پہلے ہی بیعت کی اور جماعت میں شامل ہوئے لیکن اخلاص و وفا میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس طرح جماعتی نظام میں سموئے گئے ہیں کہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ نئے احمدی ہیں یا پرانے احمدی ہیں۔ خدمات میں پیش پیش ہیں۔ کئی ہیں جن کے پاس اہم جماعتی عہدے ہیں اور بڑے احسن طریق سے خدمات بجا لا رہے ہیں۔ جماعتی نظام کو سمجھنے کے لئے اور اپنے معیار بہتر کرنے کے لئے وہ بار بار سوال کرتے رہے۔ اپنے علم میں اضافہ کی کوشش کرتے رہے تا کہ جماعتی کاموں کو صحیح طرز پر اور صحیح نہج پر چلا سکیں۔ تو اس قسم کے نئے احمدی ہیں جو ہر جگہ ہونے چاہئیں۔ صرف بیعتیں کروانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک جگہ فرمایا تھا کہ مجھے تعداد بڑھانے سے غرض نہیں ہے، تقویٰ میں بڑھنے والے ہونے چاہئیں۔ تو باقی دنیا سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں اور اسی طرح ہندوستان کے دوسرے علاقہ کی جماعتوں کو بھی کہ بیعت ایسی ہو جو ایسا پکا ہوا پھل ہو جو جماعتی زندگی کے لئے مفید ہو۔ جو صحت بخشنے والا ہو۔ جس کے بیج سے پھر ایسے پودے نکلیں جو ہر لحاظ سے ثمر آور ہوں۔

پس جب مَیں جماعتوں کو کہتا ہوں کہ گمشدہ بیعتوں کو تلاش کرو تو اس کے ساتھ اس میں یہ بھی پیغام ہے کہ ایسی بیعتیں نہ لاؤ جو تربیت کی کمی وجہ سے غائب ہو جائیں۔ جن کے صرف اپنے مفاد ہوں۔ اگر اُن کی مثال پرندوں کی ہے تو ایسے پرندے ہوں جن کی مثال قرآن کریم نے اس طرح دی ہے کہ فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ (البقرة:261) یعنی ان کو اپنے ساتھ ایسا سدھا لے کہ ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا (البقرة:261) پھر انہیں اپنی طرف بلا وہ تیری طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے۔ پس ایسے احمدی چاہئیں جو اپنے آپ کو جماعت کے کام کے لئے بغیر عذر پیش کریں۔ جو جماعت میں داخل ہوتے ہی اس نظام میں سموئے جائیں اور یہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک دعوت الی اللہ کرنے والے، تبلیغ کرنے والے خود بھی اپنے نفس کی خواہشات سے آزاد ہو کر تبلیغ نہیں کرتے۔ جب تک خود بھی اس مثال پر قائم نہ ہوں کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ (ابراهیم:25) کہ جن کی ایمان کی جڑیں مضبوط ہیں اور جن کی شاخیں آسمان کی طرف جا رہی ہیں۔ جنہیں دنیا کا کوئی خوف نہیں ہے۔ جن کے کام دکھانے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں۔ اگر اس طرح اور ایسے داعیان نے کوشش کی ہوتی یا اس طرح کے داعیان ہوں تو تبھی نئے شامل ہونے والے بھی جماعتی نظام میں صحیح طرح پروئے جاتے ہیں اور جماعتی نظام نئے آنے والوں کو حقیقی رنگ میں سنبھالتا ہے اور پھر آگے ان سے کام لیتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر وہی صورتحال ہے جس کا مَیں کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں کہ بعض بیعتوں کا پتہ ہی نہیں لگتا۔

بہرحال یہ ذکر مَیں نے ضمناً کر دیا۔اس مضمون پہ کسی اور وقت بات کروں گا۔

یہ مثال مجھے جنوبی ہندوستان میں نظر آئی کہ یہ لوگ نئے شامل ہو کر بھی قربانیوں میں شامل ہونے والے ہیں اور مثالی رنگ میں شامل ہونے والے ہیں۔قربانیوں میں مالی قربانیاں بھی شامل ہیں۔

اس مسجد میں جس کا مَیں نے ذکر کیا کہ عین شہر کے دل میں ہے اور یہ بڑی قیمتی جگہ ہے اس کے ساتھ ایک بہت بڑا پلاٹ کئی کروڑ کا فروخت ہو رہا تھا تو وہاں کی جماعت نے پہلے مرکز سے درخواست کی۔مَیں نے کہا نہیں اپنے وسائل سے خریدیں۔ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ میرے جانے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں جوش اور جرأت پیدا ہوئی اور پختہ ارادہ بھی کر لیا اور کافی رقم جمع بھی ہو گئی۔پہلے تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے لئے مشکل ہو گا خریدنا لیکن اب انہوں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ہم خریدیں گے اور اپنے وسائل سے خریدیں گے بلکہ ایک احمدی جن کا اس پلاٹ میں بہت بڑا حصہ ہے انہوں نے کہا کہ مَیں اس کی قیمت ہی نہیں لوں گا۔اسی طرح ل اوروں نے بھی مالی قربانی کا وعدہ کیا ہے۔یہ وہیں کھڑے کھڑے جب مَیں اس پلاٹ کی قیمت کی باتیں ان سے کر رہا تھا، وہاں کی جماعت کے جو مخیّر حضرات ہیں انہوں نے خریدنے کا وعدہ کر لیا۔تو قربانی کے لحاظ سے بھی یہ لوگ بہت بڑھنے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ نئے احمدیوں کو بھی اور پرانے احمدیوں کو بھی توفیق دے کہ وہ حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے والے بھی ہوں اور اس خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے والے بھی ہوں اور حقیقی قربانی کی روح کو سمجھنے والے بھی ہوں۔

کالیکٹ میں لجنہ کا ایک چھوٹا سا اجتماع بھی ہو گیا۔کم از کم 4 ہزار کے قریب ناصرات اور خواتین تھیں۔UK اجتماع سے تو زیادہ تعداد لگ رہی تھی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ہر عورت اور ہر بچی کے چہرے پر کام کرنے کا ایک نیا عزم اور ایک نیا ولولہ تھا۔مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح انہوں نے اظہار کیا ہے وہ اپنے پروگراموں میں کئی گنا ترقی کریں گی۔ویسے بھی کیرالہ کی لجنہ بھارت کی صف اوّل کی لجنات کی تنظیم میں ہے۔لیکن اب مجھے لگتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ چھلانگیں مارتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ہندوستان کی باقی لجنہ کی مجالس بھی میری باتیں سن رہی ہوں گی۔اللہ کرے انہیں بھی یہ باتیں سن کر جوش پیدا ہو اور مسابقت کی روح پیدا ہو۔جمعہ کا خطبہ تو اکثر نے سن ہی لیا ہے۔وہاں سے پہلی دفعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے یہ خطبہ نشر ہوا۔اس جمعہ پر ارد گرد کے احمدی جو تھے ہزاروں کی تعداد میں سارے آئے ہوئے تھے۔

وہاں ایک ہوٹل میں جماعت نے ایک ریسیپشن کا انتظام بھی کیا ہوا تھا۔وہاں کافی تعداد میں سرکاری افسران اور پڑھے لکھے لوگ آئے ہوئے تھے۔شہر کے میئر بھی آئے ہوئے تھے۔انہوں نے جماعت سے متعلق اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کے متعلق بڑے اچھے انداز میں اظہار کیا۔کچھ تو خیر رسمی اظہار کرتے ہی ہیں لیکن اس کے بعد جب بعض مجھ سے ملے ہیں تو وہ خاص طور پر اس شدت سے باتوں کا اظہار کر رہے تھے کہ لگ رہا تھا کہ دل سے ان کو باتیں پسند آئی ہیں۔اس کو اخباروں نے بھی اپنی خبروں میں بڑی اچھی طرح شائع کیا۔ایسے فنکشن کا اس بات کے علاوہ کہ بڑے پڑھے لکھے طبقے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم صحیح رنگ میں پہنچ جاتی ہے، یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ اخبار اچھی کوریج دے کر بہت وسیع طبقے تک اسلام کی خوبصورت تعلیم جماعت احمدیہ کے حوالے سے پہنچا دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور بعثت کا بھی دنیا کو علم ہو جاتا ہے۔

کالیکٹ میں ملیالم زبان کے سب سے بڑے اخبار ماترو بھومی کے چیف ایڈیٹر گوپال کرشنن، ہندو تھے، انہوں نے میرا انٹرویو لیا اور اپنے اخبار میں شائع بھی کیا۔اس اخبار کے پڑھنے والوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے زائد ہے۔مختلف سوال مذہب کے حوالے سے بھی اور دنیا کے حوالے سے بھی کرتے رہے اور بہرحال اچھا اثر لے کر گئے۔یہ لوگ آزاد خیال تو بے شک بنتے ہیں لیکن اچھی چیز کو صرف اپنے تک محدود رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ صرف ہمارے میں اچھائیاں ہیں۔یہ بڑے پڑھے لکھے ہیں۔قرآن کا بھی انہوں نے ترجمہ پڑھا ہوا ہے اور آنحضرت ﷺ کے اُسوہ کے متعلق بھی ہمارے ایک کالم لکھنے والے ہیں جو ان کے ساتھ اخبار میں کالم لکھتے ہیں اور یہ اس کو پڑھتے بھی ہیں۔لیکن میری ساری باتیں سننے کے بعد باوجود اس کے کہ وہ بعض دفعہ تعریف کر رہے ہوں۔جب ہماری باتیں ختم ہوئیں تو آخر پر مجھے بڑے ہلکے پھلکے انداز میں کہنے لگے کہ آپ کی باتوں سے لگتا ہے کہ آپ گاندھی جی سے بہت متاثر ہیں۔تو مَیں نے انہیں فوراً جواب دیا کہ مَیں بالکل گاندھی جی سے متاثر نہیں ہوں، مَیں تو قرآن کریم کی تعلیم سے متاثر ہوں، اس تعلیم سے جو آنحضرت ﷺ پر اتری ہے اور اس کی روشنی میں مَیں نے آپ سے ساری باتیں کی ہیں۔تو بعض لوگوں کو ہر اچھی بات کا کریڈٹ اپنے پر لینے کی عادت ہوتی ہے۔بہرحال اچھے خوشگوار ماحول میں ان سے باتیں ہوئیں اور یہ ان کی شرافت ہے کہ ساری باتیں انہوں نے لکھ بھی دیں۔

پھر کالیکٹ سے دوسرے شہر کوچین (Cochine) گئے۔یہاں بھی اچھی جماعت ہے۔ارد گرد کی چھوٹی جماعتیں بھی وہاں جمع ہو گئی تھیں۔انہوں نے یہاں نئی مسجد بنائی ہے۔اس کا بھی افتتاح تھا اور اسی طرح تین چار اَور قریب کی مساجد بھی ہیں۔وہاں تو نہیں جا سکے لیکن وہ ایک جگہ اکٹھے جمع ہو گئے اور پھر وہیں مساجد کا نام لے کر ایک رسمی افتتاح ہو گیا۔اس جگہ بھی شہر میں جو ہماری نئی مسجد بنی ہے، وہ بڑے آباد علاقے میں ہے اور ارد گرد ہمسائیگی میں عیسائی اور ہندو ہیں۔انہوں نے بڑے کھلے دل کا مظاہرہ کیا۔جب یہ پتہ چلا کہ مَیں مسجد کے افتتاح کے لئے آؤں گا تو ان لوگوں نے بھی اپنے گھروں کی چار دیواری پر اندر باہر رنگ و روغن کیا تا کہ علاقہ صاف ستھرا لگے۔جیسا کہ مَیں نے کہا یہ شہر کے اندر ہے لیکن یہاں بھی انتظامات اچھے تھے اور لوگوں کا تعاون بڑا اچھا تھا کہ کوئی آنے جانے میں دِقّت نہیں ہوئی۔مَیں نے ذکر کیا ہے کہ چار اور مساجد بنائی تھیں لیکن وہاں جا نہیں سکا جب لوگوں کو مجبوریاں بتائیں تو باوجود خواہش کے انہوں نے اس کو سمجھا اور بڑی شرح صدر کے ساتھ بغیر کسی انقباض کے فوراً تسلیم کر لیا۔گو کچھ دیر کے لئے ان لوگوں کے چہرے ذرا مرجھا گئے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے یہی کہا کہ جو آپ کا فیصلہ ہے اسی میں برکت ہے۔

یہاں بھی بڑے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی جماعتیں ہیں۔کوچین اچھا بڑا شہر ہے۔کوچین میں بھی ایک نیشنل اخبار، The Hindu ہے، اس کے چیف رپورٹر نے بھی انٹرویو لیا۔یہ اخبار ان کے مطابق ہندوستان کے تمام بڑے شہروں سے بیک وقت شائع ہوتا ہے اور اس کی سرکولیشن بھی کروڑوں میں ہے۔

پھر انڈین ایکسپریس ہے۔یہ بھی تمام بڑے شہروں سے شائع ہوتا ہے۔اس کی سرکولیشن بھی کروڑوں میں ہے۔اس کے بھی سینئر نمائندے نے خواہش کا اظہار کر کے انٹرویو لیا تو ان سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے اور احمدیت کے حوالے سے احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں فرق اور مختلف موضوعات پر اور اسلام کی امن کی تعلیم پر گفتگو ہوئی۔وہ آئے تو چند منٹ کے انٹرویو کے لئے تھے لیکن تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک یہ اخباری نمائندے باتیں کرتے رہے اور سوال پوچھتے رہے۔تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ذریعہ سے بھی اس علاقہ میں احمدیت کا تعارف بڑے وسیع طبقہ میں ہو گیا ہے۔

ریسیپشن پر دونوں جگہ بعض MPs بھی تھے اور دوسرا پڑھا لکھا طبقہ بھی تھا۔پروفیسر بھی تھے انجینئر بھی تھے۔جیسا کہ مَیں نے کہا یہاں بھی ریسیپشن تھی۔یہاں کے ایک ایم پی مہمان خصوصی تھے۔مجھ سے اکثر نے یہی اظہار کیا کہ جس طرح تم لوگ اسلام کی تعلیم بیان کرتے ہو، تم لوگوں سے ہی توقع رکھی جا سکتی ہے کہ دنیا میں امن قائم کر سکو۔بلکہ وہاں ایک ریسرچ سکالر ہیں، انہوں نے اپنی تجاویز بھی لکھ کے دی تھیں۔بہرحال ان کا تو اپنا ایک انداز ہے لیکن خلاصہ یہی تھا کہ دنیا میں نیکی قائم کرنے کے لئے تم لوگ ہی ہو جو کچھ کر سکتے ہو۔

عمومی طور پر بہرحال بڑا اچھا اور باثمر دورہ تھا۔احمدیوں کو تربیتی لحاظ سے بڑا فائدہ ہوا۔بچوں بڑوں اور سب کا جماعت سے اخلاص کا تعلق مضبوط ہوا۔اب جو خطوط کا سلسلہ شروع ہوا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس دورے نے وہاں جماعت میں ایک نئی روح پھونکی ہے اور احمدیت اور اسلام کے سلسلہ میں تو مَیں بتا ہی چکا ہوں کہ کس طرح کروڑوں تک پیغام پہنچا جو عام حالات میں نہیں پہنچ سکتا۔تو دورے سے تبلیغ کے نئے راستے بھی کھلتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ خلیفۂ وقت کا دورہ تبلیغ کرنے کے لئے نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ سوچنا چاہئے۔بلکہ اُس جگہ کے براہ راست حالات جان کر وہاں تبلیغی حکمت عملی اور تبلیغ کو وسعت دینے کے لئے نئے اقدامات پر غور کرنے کے لئے ہوتا ہے اور بہرحال اس وجہ سے تبلیغ کے چند مواقع بھی مل جاتے ہیں۔تبلیغ تو ایک مسلسل عمل ہے جو وہاں رہنے والے ہی زیادہ بہتر طور پر اور تسلسل کے ساتھ کر سکتے ہیں جس علاقے کے بھی ہوں۔اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جہاں جس علاقہ میں دورہ ہو رہا ہو براہ راست معلومات سے وہاں کے حالات کی واقفیت سے مَیں نے دیکھا ہے کہ مبلغین کو اور جماعت کو بعض نئے طریقوں کو اپنانے کی طرف توجہ دلانے کا بھی موقع مل جاتا ہے۔مشورے ہو جاتے ہیں۔نئی حکمت عملی اختیار کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دورے سے جماعتوں میں خود بھی تیزی پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ جماعتیں اپنے تبلیغ کے اس اہم مقصد کو سمجھنے لگ جاتی ہیں اور کم از کم کچھ عرصہ ضرور پُر جوش رہتی ہیں۔لیکن اگر علاقے کی واقفیت ہی نہ ہو تو جیسی بھی رپورٹیں آ رہی ہوں بعض دفعہ اسی پر یقین کرنا پڑتا ہے۔بہرحال ایک بات تو یہ ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔لیکن اس کا ایک فائدہ اور بھی ہو جاتا ہے کہ میڈیا کے ذریعہ سے آج کل دورے کی اتنی کوریج ہو جاتی ہے کہ غیروں کی بھی مخالفت میں یا موافقت میں جماعت کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔پھر اس وجہ سے جماعت کے افراد اور نظام جماعت کو بھی کچھ نہ کچھ تیز ہونا پڑتا ہے گویا ان غیر لوگوں کی وجہ سے پھر سوئے ہوئے احمدیوں کو یا سُست جماعتوں کو جاگنا پڑتا ہے۔تو جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ایسے اخباروں میں جماعت کا تعارف آ گیا ہے جس کی اشاعت کروڑوں میں ہے تو اب اس تعارف سے جماعت کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔یہ انتظار نہ کریں کہ ہمیں منفی یا مثبت ردّعمل ظاہر کر کے جگائیں گے یا یہ نہ کریں کہ خاموش بیٹھے رہیں کہ ٹھیک ہے کچھ عرصہ خاموش رہو۔اگر کوئی ری ایکشن ظاہر ہوا بھی ہے تو خود بخود معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔اس موقع سے وہاں کی جماعتوں کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔اپنے پیغام پہنچانے کے ذریعہ، تبلیغ کے ذریعہ، جو بھی

ردّعمل ہے اس کو یا جو بھی ایک ہلچل آپ کے اندر پیدا ہوئی ہے یا جوش پیدا ہوا ہے اس کو کبھی ٹھنڈا نہ ہونے دیں۔ اگر مخالفت ہوئی ہے تو شرفاء بھی ہیں جو سننے کے لئے تیار ہیں۔ دنیا چاہتی ہے کہ امن قائم کرنے والے لوگ، منظّم طریقہ سے کام کرنے والے کوئی لوگ سامنے آئیں۔ پس احمدیوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے کام میں تیزی اور وسعت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جنوبی ہندوستان کے ان علاقوں کی تاریخ مذہب سے جڑی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ اگر صحیح منصوبہ بندی کرکے تبلیغ کے کام کو تیز کریں گے تو اللہ تعالیٰ بہتر نتیجے پیدا فرمائے گا۔ مسیح محمدیؑ کے ماننے والوں کا یہی کام ہے کہ اس طریق پر چلیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا ہے۔ پیار محبت نرمی کے ذریعہ سے اس پیغام کو ہر شخص تک پہنچادیں جس طرح آپ پہنچانا چاہتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’عوام الناس کے کانوں تک ایک دفعہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا جاوے کیونکہ عوام الناس میں بڑا حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو کہ تعصّب اور تکبّر وغیرہ سے خالی ہوتے ہیں اور محض مولویوں کے کہنے سننے سے وہ حق سے محروم رہتے ہیں‘‘۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ عوام، متوسط درجہ کے، امراء۔ عوام عموماً کم فہم ہوتے ہیں۔ ان کی سمجھ موٹی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ امراء کے لئے بھی سمجھانا مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نازک مزاج ہوتے ہیں اور جلد گھبرا جاتے ہیں اور ان کا تکبّر اور تعلّی اور بھی سدّ راہ ہوتی ہے‘‘۔ ان امراء کا تکبر راستے کی روک بن جاتا ہے۔ ’’اس لئے ان کے ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے یعنی مختصر مگر پورے مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو۔ قَلَّ وَ دَلَّ ‘‘ یعنی تھوڑے الفاظ میں ہو اور پوری دلیل کے ساتھ بات ہو۔ ’’مگر عوام کو تبلیغ کرنے کے لئے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہئے۔ رہے اوسط درجے کے لوگ، زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے کہ ان کو تبلیغ کی جاوے۔ وہ بات کو سمجھ سکتے ہیں اور ان کے مزاج میں وہ تعلّی اور تکبّر اور نزاکت بھی نہیں ہوتی جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو سمجھانا بہت مشکل نہیں ہوتا‘‘۔

یہ اوسط درجہ کے لوگ اِس علاقے میں بہت ہیں اور یہ علاقہ ابھی تک اس لحاظ سے بھی پاک ہے کہ مسلمانوں میں مولویوں کا زیادہ خوف بھی نہیں ہے۔ اور عیسائی تو ویسے بھی اگر سننا چاہیں تو سن لیتے ہیں۔ اگر کوئی ریجڈ (Rigid) ہندو ہیں تو ان سے بچا بھی جاسکتا ہے۔ پاکستان میں تو جو اوسط درجہ کے لوگ ہیں وہ سننا نہیں چاہتے، اگر سنتے ہیں تو خوفزدہ رہتے ہیں کہ مولوی کفر کا فتویٰ لگا دے گا۔ لیکن یہاں ابھی بعض جگہوں پہ ایسے حالات نہیں ہیں۔ جن علاقوں میں زمین کچھ حد تک سازگار ہو اور موافق ہو وہاں اس پیغام کے ساتھ ہمیں ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ اب یہی مسیح محمدی کے ماننے والوں کا کام ہے کہ حکمت کے ساتھ عیسائیوں کو بھی، مسیح موسوی کے ماننے والوں کو بھی صحیح صحیح راستہ دکھائیں اور مسلمان ہونے کے دعویداروں کو بھی صحیح راستہ دکھائیں جو خدا کی طرف لے جانے والا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اخلاص و وفا کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اُن کے کاموں میں برکت ڈالے اور حکمت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کی طرف ہر ایک کی توجہ پیدا ہو اور اس ذریعہ سے پھر ہم دنیا کو نجات دلانے والے بنیں۔

بقیہ از صفحہ نمبر 13

نمبرشمار	نام کتب	سن اشاعت
۷۲	تحفۃ الندوۃ	۶/اکتوبر ۱۹۰۲ء
۷۳	اعجاز احمدی	۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء
۷۴	حکم ربانی کا ریویو (ریویو مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی)	۲۷ نومبر ۱۹۰۲ء
۷۵	مواہب الرحمٰن	۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء
۷۶	نسیم دعوت	۲۸ فروری ۱۹۰۳ء
۷۷	سناتن دھرم	۸ مارچ ۱۹۰۳ء
۷۸	تذکرۃ الشہادتین	۱۶/اکتوبر ۱۹۰۳ء
۷۹	سیرت الابدال	۱۴/دسمبر ۱۹۰۳ء
۸۰	لیکچر لاہور	۳/ستمبر ۱۹۰۴ء
۸۱	لیکچر سیالکوٹ	۳۱/اکتوبر ۱۹۰۴ء
۸۲	احمدی و غیر احمدی میں فرق	۲۷/دسمبر ۱۹۰۵ء
۸۳	لیکچر لدھیانہ	۴/نومبر ۱۹۰۵ء
۸۴	الوصیّت	۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء
۸۵	چشمۂ مسیحی	۹/مارچ ۱۹۰۶ء
۸۶	تجلیاتِ الٰہیہ	۱۵/مارچ ۱۹۰۶ء
۸۷	قادیان کے آریہ اور ہم	۲۵ فروری ۱۹۰۷ء
۸۸	براہین احمدیہ حصہ پنجم	فروری ۱۹۰۵ء
۸۹	حقیقۃ الوحی	۱۹۰۶ء
۹۰	چشمۂ معرفت	جنوری ۱۹۰۸ء
۹۱	پیغام صلح	مئی ۱۹۰۸ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ مضمون از صفحہ نمبر 18

کرتے تھے۔ وہ یہ سنتے ہی مکان پر تشریف لائے اور بڑے زور سے کہا۔ بلاؤ مرزا صاحب کو۔ مجھے جہاں تک یاد ہے انہوں نے حضرت کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ میرا چونکہ اُن سے کوئی تعارف نہیں تھا اس لئے میں نہ سمجھ سکا یہ کون دوست ہیں۔ مگر کسی اور شخص نے مجھے بتایا کہ یہ میر حامد شاہ صاحب کے والد ہیں۔ خیر مَیں گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مَیں نے کہا کہ ایک بُڈھا سا آدمی باہر کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ بلاؤ مرزا صاحب کو نام حسّام الدین ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ سنتے ہی اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیڑھیوں سے نیچے اُترنا شروع کردیا۔ ابھی آپؑ آخری سیڑھی پر نہیں پہنچے تھے کہ میر حسّام الدین صاحب نے رو کر بڑے زور سے چیخ مار کر کہا کہ یہ ’’اس بُڈھے وارےں مینوں ذلیل کرنا ہے ساڈا تے نک وڈیا جائے گا‘‘۔ یعنی کیا اس بڑھاپے میں آکر آپ مجھے لوگوں میں رسوا کرنا چاہتے ہیں۔ میری تو ناک کٹ جائے گی۔ اگر آپؑ واپس چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ آپؑ نے فرمایا:

’’سید صاحب ہم بالکل نہیں جاتے آپ بے فکر رہیں۔‘‘ چنانچہ فوراً جماعت نے کلّے گاڑ کر قناتیں لگادیں اور شریعت کا منشاء بھی پورا ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو شکایت تھی وہ دور ہو گئی۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۱ء صفحہ ۱۱۴-۱۱۵)

ایک حضرت میر حسام الدین صاحب ہی نہیں جو بھی آپؑ کی صحبت میں رہا اور کسی قسم کی ضرورت پیش آئی تو آپؑ نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نمونہ پیش کر کے سب کی دلداری کی۔ واقعات جو شائع شدہ اور محفوظ ہیں وہ تو کثیر ہیں یہاں اِس کی گنجائش کہاں۔ اور جو واقعات دلداری کے اور تھے جو محفوظ نہیں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ مگر صاحبِ تجربہ نے اس دلداری سے استفادہ کیا ہوگا۔ آپؑ کے اس کلام کے ساتھ اس مضمون کو ختم کر کیا جاتا ہے۔

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے　　یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

☆☆☆☆☆☆

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالبِ دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اَسد　شہروز　مسرُور

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072
BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046
BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072
PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ السلام

کا

حلیہ مبارک اور اخلاق و عادات

........................((مبارک احمد شاد معلم سلسلہ شملہ))........................

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اعلیٰ درجہ کے مردانہ حسن کے مالک تھے اور فی الجملہ آپ کی شکل ایسی وجیہہ اور دلکش تھی کہ دیکھنے والا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا آپ کا چہرہ کتابی تھا اور رنگ سفیدی مائل گندمی تھا اور خط وخال نہایت متناسب تھے سر کے بال بہت ملائم اور سیدھے تھے مگر بالوں کے آخری حصہ میں کسی قدر خوبصورت خم پڑتا تھا داڑھی گھندار تھی مگر رخصار بالوں سے پاک تھے۔ قد درمیانہ تھا اور جسم خوب سڈول اور متناسب تھا اور ہاتھ پاؤں بھرے بھرے اور ہڈی فراخ اور مضبوط تھی۔

چلنے میں قدم بہت تیزی سے اُٹھتا تھا مگر یہ تیزی ناگوار نہیں معلوم ہوتی تھی۔ زبان بہت صاف تھی مگر کسی کسی لفظ میں کبھی کبھی حفیف سی لکنت پائی جاتی تھی جو صرف ایک چوکس آدمی ہی محسوس کرسکتا تھا پچھتر سال کی عمر میں وفات پائی مگر کمر میں خم نہیں آیا اور نہ ہی رفتار میں فرق پڑا دور کی نظر ابتداء سے کمزور تھی مگر پڑھنے کی نظر آخر تک اچھی رہی اور یوم وصال تک تصنیف کے کام میں مصروف رہے۔ کہتے ہیں ابتداء میں جسم زیادہ ہلکا تھا مگر آخر عمر میں کسی قدر بھاری ہوگیا تھا جسے درمیانہ درجہ کا جسم کہا جاسکتا ہے۔

آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے یا یونہی بلاضرورت ادھر اُدھر نظر اُٹھانے کی عادت بالکل نہیں تھی بلکہ اکثر اوقات آنکھیں نیم بند اور نیچے کی طرف جھکی رہتی تھیں گفتگو کا انداز یہ تھا کہ ابتداء میں آہستہ آہستہ کلام شروع فرماتے تھے مگر حسب حالات اور حسب تقاضائے وقت آواز بلند ہوتی جاتی تھی۔ چہرے کی جلد نرم تھی اور جذبات کا اثر فوراً ظاہر ہونے لگتا تھا۔ لباس ہمیشہ پرانی ہندوستانی وضع کا پہنتے تھے یعنی عموماً بند گلے کا کوٹ یا جُبہ دیسی کاٹ کا کُرتہ یا قمیض اور معروف شرعی ساخت کا پاجامہ جو آخری عمر میں عموماً گرم ہوتا تھا۔ جوتا ہمیشہ دیسی پہنا کرتے تھے اور ہاتھ میں عصاء رکھنے کی عادت تھی۔ سر پر اکثر سفید مل کی پگڑی باندھتے تھے جس کے نیچے عموماً نرم قسم کی رومی ٹوپی ہوتی تھی کھانے میں نہایت درجہ سادہ مزاج تھے اور کسی چیز سے شغف نہیں تھا بلکہ جو چیز بھی میسر آتی تھی بے تکلف تناول فرماتے تھے اور عموماً سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔ غذا بہت کم تھی اور جسم اس بات کا عادی تھا کہ ہر قسم کی مشقت برداشت کر سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حُلیہ کی ذیل میں اس بات کا ذکر بھی غیر متعلق نہیں ہوگا کہ آپ کو دو بیماریاں مستقل طور پر لاحق تھیں یعنی ایک تو دوران سر کی بیماری تھی جو سر درد کے ساتھ مل کر اکثر اوقات آپؑ کی تکلیف کا باعث رہتی تھی اور دوسرے آپ کو ذیابیطیس کی بیماری تھی اور پیشاب کثرت سے اور بار بار آتا تھا آپ نے ان بیماریوں کے لئے دعا فرمائی تو آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ یہ بیماریاں دور نہیں ہونگی کیونکہ ان کا آپ کے ساتھ رہنا مقدر ہے اور آپ نے اس کی یہ تشریح فرمائی کہ مسیح موعود کے متعلق اسلامی نوشتوں میں جو یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ دو زرد چادروں میں لپٹا ہوا نازل ہوگا اس سے انہی دو بیماریوں کی طرف اشارہ مقصود تھا کیونکہ خواب میں زرد چادر سے مراد بیماری ہوتی ہے ان بیماریوں کے علاوہ آپ کو کبھی کبھی اسہال کی تکلیف بھی ہوجاتی تھی۔

اپنے خداداد مشن کے متعلق کامل یقین اور آنخضرت ﷺ کے ساتھ بے نظیر محبت

جہاں تک ان اخلاق کا سوال ہے جو دین اور ایمان سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ میں دو خلق خاص طور پر نمایاں نظر آتے تھے اوّل اپنے خداداد مشن پر کامل یقین دوسرے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے نظیر عشق و محبت ۔ یہ دو اوصاف آپ کے اندر اس کمال کو پہنچے ہوئے تھے کہ آپ کے ہر قول وفعل اور ہر حرکت وسکون میں ان کا ایک پُر زور جلوہ نظر آتا تھا۔

بسا اوقات اپنے خداداد مشن اور الہامات کا ذکر کر کے فرماتے تھے کہ مجھے ان کے متعلق ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ دنیا کی کسی چیز کے متعلق زیادہ سے زیادہ یقین ہوسکتا ہے اور بعض اوقات اپنی پیشگوئیوں کا ذکر کر کے فرماتے تھے کہ چونکہ وہ خدا کے منہ سے نکلی ہوئی ہیں اس لئے وہ ضرور پوری ہوکر رہیں گی اور اگر وہ پوری نہ ہوں تو میں اس بات کے لئے تیار ہوں کہ مجھے مفتری قرار دیکر برسرعام پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے تاکہ میرا وجود دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو اپنے الہام کے قطعی ہونے کے متعلق اپنی ایک فارسی نظم میں فرماتے ہیں:

”ترجمہ: یعنی جو یقین کہ حضرت عیسیٰ کو اس کلام کے متعلق تھا جو ان پر نازل ہوا اور جو یقین کہ حضرت موسیٰ کو تورات کے متعلق تھا اور جو یقین کہ نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر نازل ہونے والے کلام کے متعلق تھا میں یقین کی رُو سے ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں اور جو شخص جھوٹا دعوٰی کرتا ہے وہ لعنتی ہے۔“ (بحوالہ نزول المسیح)

ایک اور جگہ اپنے منثور کلام میں فرماتے ہیں:

”یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جاوے وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کوئی شک نہیں کرسکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کرسکتا جو خدا کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔“ (بحوالہ تجلیات الٰہیہ)

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت و عشق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یعنی میرے جان و دل آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خداداد پر قربان ہیں اور میں آپ کے آل وعیال کے کوچہ کی خاک پر نثار ہوں میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور ہوش کے کانوں سے سُنا ہے کہ ہر کون و مکان میں محمد صلعم ہی کے جمال کی نداء آرہی ہے۔

(بحوالہ اشتہار ۲۰ /فروری ۱۸۸۶ء)

پھر فرماتے ہیں: ”یعنی خدا سے اُتر کر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی شراب سے متوالا ہو رہا ہوں اور اگر یہ بات کفر میں داخل ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں میرے دل کا واحد مقصد یہ ہے کہ میری جان محمد صلعم کے دین کے رستے میں قربان ہو جائے خدا کرے کہ مجھے یہ مقصد حاصل ہوجائے۔

(بحوالہ ازالہ اوہام)

پھر فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(بحوالہ قادیان کے آریہ اور ہم)

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ والہانہ محبت محض کاغذی یا نمائشی محبت نہیں تھی بلکہ آپ کے ہر قول وفعل اور ہر حرکت وسکون میں اس کی ایک زندہ اور زبردست جھلک نظر آتی تھی۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام کے حالات میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ اس محبت کی ایک عام اور دلچسپ مثال ہے کہ باوجود اس کہ حضرت مسیح موعودؑ نہایت درجہ وسیع القلب اور ملنسار تھے اور ہر دوست اور دشمن کو انتہائی خوش اخلاقی کے ساتھ ملتے تھے جب پنڈت لیکھرام نے آپ کے آقا اور محبوب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سخت بدزبانی سے کام لیا اور آنخضرتؐ کی مخالفت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تو آپ نے پنڈت صاحب کا سلام تک قبول کرنا پسند نہ کیا اور دوسری طرف منہ پھیر کر خاموش ہوگئے اور جب کسی ساتھی نے دوبارہ توجہ دلائی تو غیرت اور غصہ کے الفاظ میں فرمایا کہ:

”ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے“

بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے مگر اس سے عشق و محبت کے اس اتھاہ سمندر پر بے انتہا روشنی پڑتی ہے جو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپؑ کے دل میں موجزن تھا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ ایک دفعہ آپ علیحدگی میں ٹہلتے ہوئے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درباری شاعر حسّان بن ثابت کا یہ شعر تلاوت فرمارہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے جارہے تھے کہ

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی اے محمد صلعم تو میری آنکھ کی پتلی تھا پس تیری وفات سے میری آنکھ اندھی ہوگئی ہے سو اب تیرے بعد جس شخص پر چاہے موت آجاوے مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب آپ کے ایک مخلص رفیق نے آپ کو اس رقت کی حالت میں دیکھا تو گھبرا کر پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ نہیں میں اس وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں خواہش پیدا ہورہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔ (بحوالہ سیرۃ المہدی)

مذہبی بزرگوں کا احترام

مگر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے یہ معنی نہیں تھے کہ آپ دوسرے بزرگوں کی محبت سے خالی تھے بلکہ حق یہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے آپ کے دل میں دوسرے پاک نفس بزرگوں کی محبت کو بھی ایک خاص جلا دے دی تھی اور آپؑ کسی بزرگ کی ہتک گوارا نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اپنے اصحاب کی ایک مجلس میں یہ ذکر فرمارہے تھے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری ہے اور امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہئے اس پر حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ حضور کیا سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی آپ نے فوراً فرمایا نہیں نہیں ہم ایسا نہیں کہتے کیونکہ حنفی فرقہ کے کثیر التعداد بزرگ یہ عقیدہ رکھتے رہے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں اور ہم ہرگز یہ خیال نہیں کرتے کہ ان بزرگوں کی نماز نہیں ہوئی۔

اسی طرح آپ کو غیر مسلم قوموں کے بزرگوں کی عزت کا بھی بہت خیال تھا اور ہر قوم کے تسلیم شدہ مذہبی بزرگوں کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا صبر واستقلال اور شجاعت

روحانی مصلحوں کا راستہ پھولوں کی سیج میں سے نہیں گذرتا بلکہ اُنہیں فلک بوس پہاڑیوں اور بے آب وگیاہ بیابانوں اور مہیب سمندروں میں سے ہوکر اپنی منزل مقصود تک پہنچنا پڑتا ہے بلکہ جتنا کسی رسول کا

مشن زیادہ اہم اور زیادہ وسیع ہوتا ہے اتنا ہی اس کے رستے میں ابتلاؤں اور امتحانوں کی بھی زیادہ کثرت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ ان مشکلات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دعوت ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں
ہر قدم پر کوہ ماراں ہر گذر میں دشت خار

مگر آپ کو وہ چیز حاصل تھی جس کے سامنے یہ ساری مشکلات ہیچ ہو جاتی ہیں فرماتے ہیں:

عشق ہے جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پُرخطر
عشق ہے جو جھکادے زیر تیغ آب دار

اور یہ دل بھی آپ کو خدا نے وہ عطا کیا تھا جو دنیا کی کسی طاقت کے سامنے مرعوب ہونے والا نہیں تھا۔ یہ صرف ایک خالی دعویٰ نہیں تھا بلکہ جب سے کہ آپ نے خدا سے الہام پاکر مسیح موعودؑ ہونے کا اعلان کیا اس وقت سے لیکر اپنے یوم وصال تک آپ کی زندگی صبر اور استقلال اور شجاعت کا ایسا شاندار منظر پیش کرتی ہے جو سوائے خدا کے خاص الخاص بندوں کے دوسری جگہ نظر نہیں آتا جب آپ نے اپنے دعویٰ کا اعلان کیا تو ہندوستان کی ہر قوم آپؑ کے مقابلہ کے لئے ایک جان ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور یوں نظر آتا تھا کہ ایک چھوٹی سی کشتی جسے ایک کمزور انسان اکیلا بیٹھا ہوا ایک ٹوٹے پھوٹے چپّو کے ساتھ چلا رہا ہے چاروں طرف سے سمندر کی مہیب موجوں کے اندر گھری ہوئی ہے اور طوفان کا زور اُسے یوں اُٹھاتا اور گراتا ہے کہ جیسے کسی تیز آندھی کے سامنے ایک کاغذ کا پُرزہ اِدھر اُدھر اُڑتا پھرتا ہو مگر یہ شخص قطعاً ہراساں نہیں ہوتا بلکہ برابر چپّو مارتا ہوا اور خدا کی حمد کے گیت گاتا ہوا آگے بڑھتا جاتا ہے اور سمندر کے لرزہ خیز طوفان کو ایک پرپشہ کے برابر بھی حیثیت نہیں دیتا یہی وہ منظر تھا جس نے دشمنوں تک کے دل کو موہ لیا اور بے اختیار ہو کر بول اُٹھے کہ خواہ مرزا صاحب کے عقائد سے ہمیں کتنا ہی اختلاف ہو مگر اس میں شبہ نہیں کہ:

''اس نے مخالفتوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔

(بحوالہ غیر احمدی اخبار کرزن گزٹ دہلی)

''اور پھر مرزا صاحب اپنے آخری دم تک اپنے مقصود پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔''

(آریہ اخبار اندر لاہور)

عبادتِ الٰہی

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی ایک مجسم عبادت تھی کیونکہ آپ کا ہر قول و فعل خواہ وہ بظاہر اپنے نفس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے تھا یا اپنے اہل و عیال اور رشتہ داروں اور دوستوں اور مہمانوں اور ہمسایوں کے آرام کی خاطر تھا یا کسی اور غرض سے تھا اس میں آپ کی نیّت صرف رضائے الٰہی کی جستجو تھی اور آپ اپنے آقا اور مخدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک ارشاد کا عملی نمونہ تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ہر اچھا کام جو انسان رضائے الٰہی کے خیال سے کرتا ہے۔ وہ عبادت میں داخل ہے حتّٰی کہ اگر کوئی انسان اپنی بیوی کے منہ میں اس نیت کے ساتھ ایک لقمہ ڈالتا ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ بیوی کے آرام کا خیال رکھو تو اس کا یہ فعل بھی ایک عبادت ہے اس معنی میں اور اس تشریح کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی ساری زندگی یقیناً ایک مجسم عبادت تھی مگر عبادت کے معروف مفہوم کے لحاظ سے بھی آپ کا پایہ نہایت بلند تھا۔ جوانی کی زندگی جو نفسانی لذات کے زور کا زمانہ ہوتی ہے وہ آپ نے ایسے رنگ میں گذاری کہ دیکھنے والوں میں آپ کا نام مستیم مشہور ہو گیا جو پنجابی زبان میں ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنا بیشتر وقت مسجد میں بیٹھ کر عبادت الٰہی میں گذار دے قرآن شریف کے مطالعہ میں آپ کو اس قدر شغف تھا کہ گویا وہ آپ کی زندگی کا واحد سہارا ہے جس کے بغیر جینا ممکن نہیں اور قرآن شریف کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک جگہ خدا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

پنجگانہ نماز تو خیر فرض ہی ہے جس کے بغیر کوئی شخص جو اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو مسلمان نہیں رہ سکتا نفل نماز کے موقعوں کی بھی حضرت مسیح موعودؑ کو اس طرح تلاش رہتی تھی جیسے ایک پیاسا انسان پانی کی تلاش کرتا ہے۔

تہجد کی نماز جو نصف شب کے بعد اُٹھ کر ادا کی جاتی ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا دستور تھا کہ باقاعدہ شروع وقت میں اُٹھ کر ادا فرماتے تھے اور اگر کبھی زیادہ بیماری کی حالت میں بستر سے اُٹھنے کی طاقت نہیں ہوتی تھی تو پھر بھی وقت پر جاگ کر بستر میں ہی اس مقدس عبادت کو بجالاتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا دوستوں کے ساتھ سلوک

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل عطا کیا تھا جو محبت اور وفاداری کے جذبات سے معمور تھا آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے کسی محبت کی عمارت کو کھڑا کر کے پھر اس کے گرانے میں کبھی پہل نہیں کی ایک صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے بچپن کے دوست اور ہم مجلس تھے مگر آپ کے دعویٰ مسیحیت پر آکر اُنہیں ٹھوکر لگ گئی اور اُنہوں نے نہ صرف دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہو گئے اور آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے میں سب سے پہل کی مگر حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں آخر وقت تک ان کی دوستی کی یاد زندہ رہی اور گو آپ نے خدا کی خاطر ان سے قطع تعلق کر لیا اور ان کی فتنہ انگیزیوں کے ازالہ کے لئے ان کے اعتراضوں کے جواب میں زور دار مضامین بھی لکھے مگر ان کی دوستی کے زمانہ کو آپ کبھی نہیں بھولے اور ان کے ساتھ قطع تعلق ہو جانے کو ہمیشہ تلخی کے ساتھ یاد رکھا چنانچہ اپنے آخری زمانے کے اشعار میں مولوی محمد حسین صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

''یعنی تو نے تو اس محبت کے درخت کو کاٹ دیا جو ہم دونوں نے مل کر بچپن میں لگایا تھا مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۰۵ء)

جب کوئی دوست کچھ عرصہ کی جدائی کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کو ملتا تو اُسے دیکھ کر آپ کا چہرہ یوں شگفتہ ہو جاتا تھا جیسے کہ ایک بند کلی اچانک پھول کی صورت میں کِھل جاوے اور دوستوں کے رخصت ہونے پر آپ کے دل کو از حد صدمہ پہنچتا تھا....اوائل میں آپ کا قاعدہ تھا کہ آپ اپنے دوستوں اور مہمانوں کے ساتھ مل کر مکان کے مردانہ حصہ میں کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور یہ مجلس اس بے تکلفی کی ہوتی تھی اور ہر قسم کے موضوع پر ایسے غیر رسمی رنگ میں گفتگو کا سلسلہ رہتا تھا کہ گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا بھی دستر خوان بچھ جاتا تھا۔ ان موقعوں پر آپؑ ہر مہمان کا خود ذاتی طور پر خیال رکھتے اور اس بات کی نگرانی فرماتے کہ ہر شخص کے سامنے دستر خوان کی ہر چیز پہنچ جاوے عموماً ہر مہمان کے متعلق خود دریافت فرماتے تھے کہ اُسے کسی خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا پان وغیرہ کی عادت تو نہیں اور پھر حتی الوسع ہر اِک کے لئے اس کی عادت کے مطابق چیز مہیا فرماتے۔ جب کوئی خاص دوست قادیان سے واپس جانے لگتا تو آپ عموماً اس کی شایعت کے لئے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو میل تک اس کے ساتھ جاتے اور بڑی محبت اور عزّت کے ساتھ رخصت کر کے واپس آتے۔ آپ کی یہ بھی خواہش رہتی تھی کہ جو دوست قادیان آئیں وہ حتی الوسع آپ کے پاس آپ کے مکان کے ایک حصہ میں ہی قیام کریں اور فرمایا کرتے تھے کہ زندگی کا اعتبار نہیں جتنا عرصہ پاس رہنے کا موقعہ مل سکے غنیمت سمجھنا چاہئے اس طرح آپ کے مکان کا ہر حصہ گویا ایک مستقل مہمان خانہ بن گیا تھا اور کمرہ کمرہ مہمانوں میں بٹا رہتا تھا مگر جگہ کی تنگی کے باوجود آپ اس طرح دوستوں کے ساتھ مل کر رہنے میں انتہائی راحت پاتے تھے۔

دشمنوں کے ساتھ سلوک

قرآن شریف فرماتا ہے:

لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ

یعنی اے مسلمانو! چاہئے کہ کسی قوم یا فرقہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے معاملہ میں عدل و انصاف کا طریق ترک کر دو بلکہ تمہیں ہر حال میں ہر فریق اور ہر شخص کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنا چاہئے قرآن شریف کی یہ ذریں تعلیم حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا نمایاں اصول تھی آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں کسی شخص کی ذات سے عداوت نہیں ہے بلکہ صرف جھوٹے اور گندے خیالات سے دشمنی ہے اس اصل کے ماتحت جہاں تک ذاتی امور کا تعلق ہے آپ کا اپنے دشمنوں کے ساتھ نہایت درجہ مشفقانہ سلوک تھا اور اشد ترین دشمن کا درد بھی آپ کو بے چین کر دیتا تھا۔

چنانچہ جب آپ کے چچا زاد بھائیوں نے جو آپ کے خونی دشمن تھے آپ کے مکان کے سامنے دیوار کھینچ کر آپ کو اور آپ کے مہمانوں کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا اور پھر بالآخر مقدمہ میں خدا نے آپ کو فتح عطا کی اور ان لوگوں کو خود اپنے ہاتھ سے دیوار گرانی پڑی تو اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے وکیل نے آپ سے اجازت لینے کے بغیر ان لوگوں کے خلاف خرچہ کی ڈگری جاری کروا دی اس پر یہ لوگ بہت گھبرائے اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ایک عاجزی کا خط بھجوا کر رحم کی التجا کی آپ نے نہ صرف ڈگری کے اجراء کو فوراً رکوا دیا بلکہ اپنے خونی دشمنوں سے معذرت بھی کی کہ میری لاعلمی میں یہ کارروائی ہوئی ہے جس کا مجھے افسوس ہے اور اپنے وکیل کو ملامت فرمائی کہ ہم سے پوچھے بغیر خرچ کی ڈگری کا اجراء کیوں کروا دیا گیا ہے اگر اس موقعہ پر کوئی اور ہوتا تو وہ دشمن کی ذلت اور تباہی کو انتہاء تک پہنچا کر صبر کرتا مگر آپ نے ان حالات میں بھی احسان سے کام لیا اور اس بات کا شاندار ثبوت پیش کیا کہ آپ کو صرف گندے خیالات اور گندے اعمال سے دشمنی ہے کسی سے ذاتی عداوت نہیں اور یہ کہ ذاتی معاملات میں آپ کے دشمن بھی آپ کے دوست ہیں۔

قادیان کے بعض آریہ سماجی حضرت مسیح موعودؑ کے سخت مخالف تھے اور آپ کے خلاف ناپاک پراپیگنڈے میں حصہ لیتے رہتے تھے مگر جب بھی اُنہیں کوئی تکلیف پیش آتی یا کوئی بیماری لاحق ہوتی تو وہ اپنی کارروائیوں کو بھول کر آپ کے پاس دوڑے آتے اور آپ ہمیشہ ان کے ساتھ نہایت درجہ ہمدردانہ اور محسنانہ سلوک کرتے اور ان کی

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون047-6213649
الیس اللہ بکاف عبدہٗ
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

قومی یکجہتی کے متعلق

شہزادۂ امن حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی

تعلیمات اور آپ کا حسین نمونہ

..................(محمد عمر ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)..................

دنیا کے حالات حاضرہ پر سرسری نظر دوڑانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج ساری دنیا تشویشناک طور پر بے چینی ذہنی کشمکش اور بحرانی کیفیت کا شکار ہے۔ آج تمام ممالک میں خواہ مشرقی ہوں یا مغربی انتہا پسندی، تشدّد آمیز سرگرمیاں، خونریزی بمباری دہشت گردی وغیرہ انسانی زندگی میں روزمرّہ کا دستور العمل بن چکی ہیں۔ ہر طرف ہاہا کار مچی ہوئی ہے علاوہ ازیں مذہب کے نام پر اور فرقہ واریت لسانیات صوبائیت وغیرہ ناموں پر ہنسا اور تشدد کا دور دورہ ہے۔

موجودہ حالات کا نقشہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پیشگوئی کے رنگ میں آج سے ٹھیک ایک سو سال قبل یوں کھینچا تھا:

''جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت بلائیں نازل ہوں گی اور ایک بلا اب بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہم وطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کرلیں اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اُسی قوم کی گردن پر ہوگا۔

(پیغام صلح صفحہ ۵-۶)

اس الٰہی آواز پر اُس وقت کسی نے کان نہیں دھرا جس کے نتیجہ میں ایّام جاہلیت کی یاد تازہ کرتے ہوئے ہر طرف فرقہ وارانہ منافرت اور مذہبی عصبیت پھیل گئی۔ بالآخر ہندوستان کے دو ٹکڑے کئے جانے پڑے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی وفات سے ایک دن قبل یعنی ۲۵ / مئی ۱۹۰۸ء کو ایک کتاب ''پیغام صلح'' تصنیف فرمائی اس کے ذریعہ ہندوستان میں بسنے والی تمام اقوام وملل کے درمیان خاص کر ہندو اور مسلمان کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے اور اِس ملک کو پیش آمدہ آفاتِ سماوی و ارضی کا انتباہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اے سامعین! ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیّتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔'' (پیغام صلح صفحہ ۱)

آپؑ نیز فرماتے ہیں:

''ہندو اور مسلمان اِس ملک میں دو ہی ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اِس ملک سے باہر نکال دینگے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلا وطن کر دینگے بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور مشیخت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی اور اگر کوئی اُن میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اُس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اُس کی اُس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہٖ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہوگئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے...... ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔

(پیغام صلح صفحہ ۵-۶)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:

''اے ہم وطنو! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا مثلاً جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کی دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یوروپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اُس کا سورج اور چاند اور کئی ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں اور دوسری خدمات بھی بجا لاتے ہیں۔ اُس کی پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاق ربّانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔ (پیغام صلح صفحہ ۱-۲)

موجودہ آفات و مصائب کے آنے سے کئی سال قبل حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو تنبیہہ اور تاکید پر مشتمل پیغام صلح کی طرف سے اقوام ہند کو دعوت دی تھی اس کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی۔ جس کا خمیازہ پچھلے ایک سو سال سے ہندوستان بھگت رہا ہے۔ ہمارا پیارا مادر وطن دو حصوں میں بٹ گیا، لاکھوں بے قصور اور معصوم ہندو مسلم کٹ مر گئے۔ کروڑوں کو اپنی جائیدادوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ شاعر مشرق محمد اقبال صاحب نے کہا تھا۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا
سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی وہ گلستاں ہمارا

اب اس گلستاں کی کیا حالت ہے! اُس کے پھول مرجھائے ہوئے ہیں پھولوں کی پنکھڑیاں کٹی ہوئی ہیں۔ بلبلوں کے پَر کٹے ہوئے اور جلے ہوئے ہیں۔ غرض اس چمن کے کئی حصے لہولہان ہیں۔

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے رسالہ الوصیت میں ہندو مسلمانوں کے درمیان صلح قائم کرنے کے لئے ایک نہایت بابرکت تجویز دونوں قوموں کے آگے پیش فرمائی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو مَیں سب سے پہلے اِس اقرار نامہ پر دستخط کرنے پر تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدّق ہوں گے اور وید اور اُس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ کرینگے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہیں ہوگی ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کرینگے اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کرینگے۔ جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہیں ہوگی، احمدی سلسلہ کے پیش روکی خدمت میں پیش کرینگے۔''

(پیغام صلح صفحہ ۱۶-۱۷)

آپؑ مزید آگے فرماتے ہیں:

''پس اگر ہندو صاحبان اپنے صدق دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لیں اور اُن پر ایمان لاویں تو یہ تفرقہ جو گائے کی وجہ سے ہے اُس کو بھی درمیان سے اُٹھا دیا جائے۔ جس چیز کو ہم حلال مانتے ہیں ہم پر واجب نہیں کہ ضرور اس کو استعمال بھی کریں۔ بہتیری ایسی چیزیں ہیں کہ ہم حلال تو جانتے ہیں مگر کبھی ہم نے استعمال نہیں کیں۔ اُن سے سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آنا ہمارے دین کی وصایا میں سے ایک وصیت ہے.... حلال جاننا اور چیز ہے اور استعمال کرنا اور چیز۔ دین یہ ہے کہ خدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اس کی رضامندی کی راہوں کی طرف دوڑنا اور اس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دنیا کے تمام مقدس نبیوں اور رسولوں کو اپنے اپنے وقت میں خدا کی طرف سے نبی اور مصلح ماننا اور اُن میں تفرقہ نہ ڈالنا اور ہر ایک نوع انسان سے خدمت کے ساتھ پیش آنا ہمارے مذہب کا خلاصہ یہی ہے۔''

(پیغام صلح صفحہ ۱۹-۲۰)

نیز فرماتے ہیں:

''پیارو! صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ آؤ ہم اِس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں اور ایک قوم بن جائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ باہمی تکذیب سے کس قدر پھوٹ پڑ گئی ہے اور ملک کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے۔ آؤ! اب یہ بھی آزمالو کہ باہمی تصدیق کی کس قدر برکات ہیں۔ بہترین طریق صلح کا یہی ہے۔''

(پیغام صلح صفحہ ۱۷)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باہمی صلح اور آشتی کے اِس پیغام پر تبصرہ کرتے ہوئے دہرہ دون کے ایک اخبار Frontier Mail اپنی ۱۲/دسمبر ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:

''جماعت احمدیہ مسلمانوں میں ایک ترقی پسند جماعت ہے۔ جملہ مذاہب کے ساتھ رواداری کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے تمام پیشوایان مذاہب کی عزت اور تکریم کرتے ہوئے احمدیوں نے اُن کی تعلیمات کو اپنی مذہبی کتابوں میں شامل کر دیا ہے۔ چالیس برس پیشتر یعنی اُس وقت جب مہاتما گاندھی ابھی ہندوستان کے اُفق سیاست پر نمودار نہیں ہوئے تھے حضرت مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) نے ۱۸۸۹ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرما کر اپنی تجاویز رسالہ پیغام صلح کی شکل میں ظاہر فرمائیں۔ جن پر عمل کرنے سے ملک کی مختلف قوموں کے درمیان اتحاد، اتفاق اور محبت اور مفاہمت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ لوگوں میں رواداری اُخوت اور محبت کی روح پیدا ہو۔ بلاشبہ آپ کی شخصیت لائق صد تحسین اور قابل قدر ہے کہ آپ کی روحانی آنکھ نے مستقبل بعید کے کثیف پردے میں سے دیکھا اور صحیح راستے کی طرف راہنمائی فرمائی۔ اگر لوگ اپنی خود غرضی اور غلط لیڈر شپ کی وجہ سے اس سیدھے راستے کو نہ دیکھ سکے تو یہ اُن کی اپنی غلطی تھی اور نفرت اور حقارت کے جو کھیت اُنہوں نے بوئے تھے اُن کی فصل

کاٹنے کے وہ ضرور مستحق ہیں۔

قومی یکجہتی کے قیام کے لئے اور مذہبی رواداری کے لئے جن امور کی ضرورت ہے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) ہر اہل مذہب اپنے اپنے مذہب کی بنیادی تعلیم یعنی توحید پر گامزن ہو کر ایک خدا کی محبت اور اُس کا خوف دل میں قائم رکھ کے اُس وحدہ لا شریک لہٗ خدا کی پرستش کی جائے۔

(۲) خدا کے تمام نبیوں، رشیوں، مُنیوں اور اوتاروں کو خواہ وہ جس مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے کیوں نہ ہوں عزت و احترام کے ساتھ یاد کیا جائے۔

(۳) خدا کی تمام مخلوق کے ساتھ خواہ وہ کسی مذہب قوم یا ملک کے ساتھ تعلق رکھنے والے کیوں نہ ہوں پیار و محبت اور ہمدردی اور شفقت کے ساتھ پیش کیا جائے۔

(۴) دنیا میں دائمی امن کے قیام کے لئے اور رواداری اور اتحاد بین المذاہب اور اقوام کے لئے تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کا احترام کیا جائے۔

اب آیئے! ذرا تجزیہ کرلیں کہ ان چاروں اُمور میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کیا تعلیمات ہیں:

(۱) بین الاقوامی یکجہتی کے لئے سب سے پہلی مشعل راہ توحید باری تعالیٰ ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا نے قرآن شریف کو پہلے اسی آیت سے شروع کیا جو سورہ فاتحہ میں ہے کہ الحمدللہ ربّ العالمین۔ یعنی تمام کامل اور پاک صفات خدا سے خاص ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔

عالَم کے لفظ میں تمام مختلف قومیں اور مختلف زمانے اور مختلف ملک داخل ہیں اور اس آیت سے جو قرآن شریف شروع کیا گیا یہ درحقیقت اُن قوموں کا ردّ ہے جو خدا تعالیٰ کی عام ربوبیت اور فیض کو اپنی ہی قوم تک محدود رکھتے ہیں اور دوسری قوموں کو ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کے بندے ہی نہیں ہیں۔“ (پیغام صلح صفحہ ۲)

آگے فرماتے ہیں:

سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ ربّ العالمین ہے اور اُس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں۔ اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانوں کا رب ہے تمام ملکوں کا وہی رب ہے اور تمام فیوض کا وہی سرچشمہ ہے۔ اور ہر ایک جسمانی و روحانی طاقت اُسی سے ہے۔ اور اُسی سے موجودات پرورش پاتی ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔ خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے.....پس جبکہ ہمارے خدا کے یہ اخلاق ہیں تو ہمیں مناسب ہے کہ ہم بھی اُن ہی اخلاق کی پیروی کریں۔

لہٰذا اے ہم وطن بھائیو! یہ مختصر رسالہ جس کا نام ہے پیغام صلح بادب تمام آپ صاحبوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔“

(صفحہ ۴)

گویا کہ اکناف عالم میں صلح و آشتی اور بین الاقوامی یکجہتی کے لئے وحدہٗ لاشریک خدا پر جو رب العالمین ہے ایمان لانا بہت ضروری ہے۔

(۲) مختلف مذاہب اور اقوام کے درمیان صلح و آشتی اور قیام امن کے لئے تمام رشیوں منیوں اوتاروں پیغمبروں اور نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اس ضمن میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم تمام نبیوں (اوتاروں) کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں۔ یہی اصول ہے جو خدا نے ہمیں سکھایا ہے اور اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔“

(تجلیات الٰہیہ)

اسی طرح فرماتے ہیں:

”یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہتے ہیں بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا اور قرآن شریف میں طرح طرح کی مثالوں میں بتلایا گیا ہے کہ جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لئے اُن کے مناسب حال اُن کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے ایسا ہی اُس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے:

وَاِن مِن اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیھَا نَذِیر۔ (فاطر ۲۵) کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا۔ (پیغام صلح صفحہ ۳-۴)

اسی اصول کے پیش نظر ہم حضرت شری کرشن جی مہاراج اور شری رام چندر جی مہاراج کو بھی سچے پیغمبر اور خدا کے اوتار مانتے ہیں:

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رِشی اور اوتار میں پائی نہیں جاتی۔ وہ اپنے وقت کا اوتار تھا یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اُترتا تھا۔ (لیکچر سیالکوٹ) قرآنی تعلیم کی بنیاد پر ہم شری رام چندر کو بھی خدا کا سچا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کبھی بھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”آتمانم مانوشم منیے رامم دشرتھاتمجم“

یعنی میں اپنے آپ کو اتنا جانتا ہوں کہ میں ایک انسان ہوں اور دشرتھ کا پُتر ہوں۔ اگر تمام اہل مذاہب اور اقوام اِس اصول کو اپنا ئیں تو یہی قومی یکجہتی کے لئے کافی ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ موقف ہے:

کرشن ہمارا تو رام بھی ہمارا
مسلم ہیں ہم تو اسلام ہمارا
عیسٰی پہ صدقے نانک پہ واری
یہی احمدیت کا پیغام ہمارا

یہ عقیدہ ہم کسی کو خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ ہماری ایمانیات میں سے ہے۔ ہم عالمگیر سطح پر تمام ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے پیشوایانِ مذاہب کے احترام میں جلسے کرتے ہیں جس میں مختلف مذاہب کے سکالروں اور وِدوانوں کو تقریر کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

چند سال قبل دہلی میں منعقدہ جماعت احمدیہ کے ایک جلسے پیشوایان مذاہب کو مخاطب کرتے ہوئے شری مان کیلاش چیاٹر جی جو South Asian Coalition on Child servitude کے Chairperson تھے اپنی تقریر میں کہا کہ:

مجھے لندن میں اور واشنگٹن میں منعقدہ جماعت احمدیہ کے جلسوں میں شمولیت کا موقعہ ملا تھا مجھے وہاں بچشم خود دیکھنے کا موقعہ ملا کہ شری کرشن، شری رام، شری بدھ، یسوع مسیح وغیرہ کی تعلیمات کا پرچار ہو رہا ہے اور اُن کے ناموں کے ساتھ زندہ باد کا نعرہ بلند کیا جا رہا ہے۔

عبادت گاہوں کا احترام

اکناف عالم میں دائمی امن کے قیام میں مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کا احترام بھی بہت ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی یہ تعلیم ہے:

ولولا دفعُ اللّٰہ الناس بعضھم ببعضٍ لَھُدِّ مَتْ صَوامِعُ وبِیَع وصَلٰوتٌ و مساجد یُذکَرُفیھا اسمُ اللّٰہِ کثیرًا۔

(سورہ الحج)

یعنی اگر ہم (ظالم) لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ شرارت سے اور حملہ کرنے سے باز نہ رکھتے یعنی حملہ کو روکنے کے لئے مدافعت کی اجازت نہ دیتے تو عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کی عبادت گاہیں متفرق مٹھ اور مندر وغیرہ اور مساجد جن میں خدا کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کئے جاتے۔

گویا کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ ہر عبادت گاہ کی حفاظت کی جائے خواہ وہ جس مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والی کیوں نہ ہو۔ قرآن مجید کی یہ تعلیم دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے بہت ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ ہر عبادت گاہ امن اور شانتی کا گہوارہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ مسلمانوں کی مساجد توحید کے پرستاروں کے لئے ہمیشہ کھلی رہتی ہیں۔

تاریخ میں یہ واقعہ آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک عیسائی قبیلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہبی تبادلہ خیالات کرنے کے لئے آیا جس میں اُن کے بڑے بڑے پادری بھی شامل تھے مسجد میں گفتگو شروع ہوئی اور گفتگو لمبی ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اتوار کا دن تھا جو عیسائیوں میں عبادت کا دن ہے۔ جب اُن کی نماز کا وقت آ گیا تو اُس قافلہ کے ایک پادری نے کہا کہ اب ہماری عبادت کا وقت ہے آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم باہر جا کر نماز ادا کر آئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ لوگوں کو باہر جانے کی کیا ضرورت ہے ہماری مسجد میں ہی عبادت کریں آخر ہماری مسجد بھی خدا تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہی بنائی گئی ہے۔ چنانچہ اُن لوگوں نے اپنے طریق کے مطابق مسجد نبوی میں ہی عبادت کی۔

(تفسیر جامع البیان لابن جریر الجزاء الثالث صفحہ ۱۰۰)

یہ تاریخی واقعہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام کے نزدیک مسجد کا دروازہ ہر مذہب و ملّت کے شرفا کے لئے کھلا ہے وہ اپنے اپنے طریق کے مطابق اس میں عبادت بجا لا سکتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۲۴)

چنانچہ اکناف عالم میں جماعت کی ہزاروں ہزار مساجد تعمیر شدہ ہیں ہر مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر یہی اعلان کیا جاتا رہا ہے کہ یہ مسجد تمام موحدوں کے لئے اپنے اپنے طریق پر عبادت بجالانے کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ گویا کہ ہر مسجد اسلامی رواداری کا نہایت روشن اور زندہ نمونہ ہے۔

شفقت علیٰ خلق اللہ

بین الاقوامی یکجہتی اور رواداری اور قیام امن کے لئے خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق کے ساتھ پیار و محبت اور ہمدردی اور اُخوت کے ساتھ پیش آنا ضروری ہے۔ اس بات کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تعلیم ہے کہ:

”ہمارا یہ اُصول ہے کہ کُل بنی نوع انسان کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ہندو ہمسایہ کو دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور یہ نہیں اُٹھتا کہ آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مُریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُس کو چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو مَیں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ مَیں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہو اُن کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔“ (سراج منیر صفحہ ۱۸)

آپؑ نیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب و ملّت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو قرضہ داروں کے قرض دو۔ اور زیر باروں کے بار اُٹھاؤ اور بنی نوع انسان سے سچی

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

جہاد کے متعلق

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

............................(قریشی محمد فضل اللہ)

جہاد کا لفظ جہد سے مشتق ہے اس کے معنے کوشش کرنے کے ہیں خواہ وہ کوشش کسی بھی عمل کے لئے ہو۔ اچھے یا برے عمل دونوں پر جہد کا لفظ یکساں دلالت کرتا ہے لیکن جہاد اسلامی اصطلاح میں اچھے اور نیک مقصد کے حصول کی کوشش کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی جہاد کا مختلف معنوں میں کئی جگہوں پر ذکر ہے۔ اس سے ہٹ کر صرف جنگ کے معنوں میں اسے مختص کرنا یا عام لڑائی جھگڑوں کو جہاد کا نام دینا سخت غلطی ہے۔ خاص طور پر جہاد کے نام پر معصوم عوام کو تہہ تیغ کرنا ہرگز ہرگز جہاد نہیں ہے۔

ہاں مذہب کی تبلیغ کرنا اور دفاعی طور پر جنگ کرنا بھی جہاد کی ایک قسم ہے اور سب سے بڑا جہاد، تزکیہ نفس کا جہاد ہے جو زندگی بھر جاری رہتا ہے اور آخری سانس تک کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جنگیں لڑنی پڑیں تاریخ اسلام میں اس کی تفصیلات موجود ہیں اور یہ جو الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے ہرگز درست نہیں اور انصاف پسند لوگوں اور حقیقت سے واقف دانشوروں نے اس حقیقت کو واضح طور پر انکار کیا ہے۔

حضرت امام مہدی کی آمد کا مقصد شریعت کا قیام اور دین کا احیاء تھا اور احادیث میں صاف لکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے گی یعنی مذہب کی خاطر جنگیں نہیں ہونگی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام جس رنگ میں کیا ہے اس کا تیر و تفنگ اور سیف و سنان سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ آپ نے عقلی و نقلی دلائل دعاؤں حجج ساطعہ اور قلم کی طاقت سے کام لیکر ایسا جہاد کیا جو تا قیامت جاری و ساری ہے۔

آپ نے اس زمانہ میں جہاد کی حقیقت بیان فرمائی اور حقیقی جہاد کو جاری فرمایا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاد کی غرض اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی کاروائیوں کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کرسکتا جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے اس کی نظیر نہیں ملتی ریل، تار، ڈاکخانہ پولیس وغیرہ کے انتظام دیکھو کہ کس قدر فوائد ان سے پہنچتے ہیں۔ آج سے ساٹھ ستر برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام اور آسانی تھی؟ پھر خود ہی انصاف کرو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیونکر شکر نہ کریں اکثر مسلمان مجھ پر حملہ کرتے ہیں کہ تمہارے سلسلہ میں یہ عیب ہے کہ تم جہاد کو موقوف کرتے ہو۔ افسوس ہے کہ وہ نادان اس حقیقت سے محض ناواقف ہیں وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہیں آپ نے بکلی اشاعت مذہب کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی جب آپ پر اور آپؐ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہاء تک پہنچ گئے اور آپؐ کے مخلص خدام میں سے مردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر مدینہ تک آپ کا تعاقب کیا گیا اس وقت مقابلہ کا حکم ملا آپؐ نے تلوار نہیں اُٹھائی مگر دشمنوں نے تلوار اٹھائی بعض اوقات آپ کو ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک خون آلود کر دیا تھا مگر آپؐ نے مقابلہ نہیں کیا خوب یاد رکھو کہ اگر تلوار اسلام کا فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں اٹھاتے مگر نہیں وہ تلوار جس کا ذکر ہے وہ اس وقت اٹھی جب موذی کفار نے مدینہ تک تعاقب کیا اس وقت مخالفین کے ہاتھ میں تلوار تھی مگر اب تلوار نہیں ہے اور میرے خلاف جھوٹی مخبریوں اور فتووں سے کام لیا جاتا ہے اور اسلام کے خلاف صرف قلم سے کام لیا جاتا ہے پھر قلم کا جواب تلوار سے دینے والا احمق اور ظالم ہوگا یا کچھ اور؟

اس بات کو مت بھولو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے حد سے گذرے ہوئے ظلم و ستم پر تلوار اٹھائی اور وہ حفاظت خود اختیاری تھی جو ہر مہذب گورنمنٹ کے قانون میں بھی حفاظت خود اختیاری کو جائز رکھا ہے۔ اگر ایک چور گھر میں گھس آوے اور وہ حملہ کر کے مار ڈالنا چاہے اس وقت اس چور کو بچاؤ کے لئے مار ڈالنا جرم نہیں ہے۔

پس جب حالت یہاں تک پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار خدام شہید کر دیئے گئے اور مسلمان ضعیف عورتوں تک کو نہایت تنگ دلی اور بے حیائی کے ساتھ شہید کیا گیا تو کیا حق نہ تھا کہ ان کو سزا دی جاتی۔ اس وقت اگر اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہوتا کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے تو البتہ یہ ہوسکتا تھا کہ تلوار کا نام نہ آتا مگر وہ چاہتا تھا کہ اسلام دنیا میں پھیلے اور دنیا کی نجات کا ذریعہ ہو اس لئے اس وقت محض مدافعت کے لئے تلوار اٹھائی گئی۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اسلام کا اس وقت تلوار اٹھانا کسی قانون مذہب اور اخلاق کی رو سے قابل اعتراض نہیں ٹھہرتا وہ لوگ جو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دیتے ہیں وہ بھی صبر نہیں کر سکتے اور جن کے ہاں کیڑے کا مارنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے وہ بھی نہیں کر سکتے پھر اسلام پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔

میں یہ بھی کھول کر کہتا ہوں کہ جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے وہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اپنے ثمرات انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہوگئی ہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔

اس لئے کہ آپ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آئندہ جب اسلام ترقی کرے گا تو اس کی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور پس جب اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی گئی تو اس وقت ایسا خیال بھی کرنا گناہ ہے کیونکہ اب تو سب کے سب امن سے بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کافی ذریعے اور سامان موجود ہیں۔

مجھے بڑے ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں اور دوسرے معترضین نے اسلام پر حملے کرتے وقت ہرگز ہرگز اصلیت پر غور نہیں کیا وہ دیکھتے ہیں کہ اس وقت تمام مخالف اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے درپے تھے اور سب کے سب ملکر اس کے خلاف منصوبے کرتے اور مسلمانوں کو دکھ دیتے تھے ان دکھوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں اگر وہ اپنی جان نہ بچاتے تو کیا کرتے قرآن شریف میں یہ آیت موجود ہیں اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اس وقت دیا گیا جبکہ مسلمانوں پر ظلم کی حد ہوگئی تو انہیں مقابلہ کا حکم دیا گیا اس وقت یہ اجازت تھی دوسرے وقت کے لئے یہ حکم نہ تھا چنانچہ مسیح موعود کے لئے یہ نشان قرار دیا گیا۔ یضع الحرب اب تو اس کی سچائی کا یہ نشان ہے کہ وہ لڑائی نہ کرے گا اس کی وجہ یہی ہے کہ اس زمانہ میں مخالفوں نے بھی مذہبی لڑائیاں چھوڑ دیں ہاں اس مقابلہ نے ایک اور صورت اور رنگ اختیار کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قلم سے کام لیکر اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں عیسائی ہیں کہ ان کا ایک ایک پرچہ پچاس پچاس ہزار نکلتا ہے اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اسلام سے بیزار ہو جائیں پس اس مقابلہ کے لئے ہمیں قلم سے کام لینا چاہئے یا تیر چلانے چاہئیں؟ اس وقت تو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھ کر احمق اور اسلام کا دشمن اور کون ہوگا؟ اس قسم کا نام لینا اسلام کو بدنام کرنا ہے یا کچھ اور؟ جب ہمارے مخالف اس قسم کی سعی نہیں کرتے حالانکہ وہ حق پر نہیں تو پھر کیسا تعجب اور افسوس ہوگا کہ اگر ہم حق پر ہو کر تلوار کا نام لیں۔ اس وقت تم کسی کو تلوار دکھا کر کہو کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ قتل کردوں گا پھر دیکھو نتیجہ کیا ہوگا؟ وہ پولیس میں گرفتار کرا کے تلوار کا مزہ چکھا دے گا۔

(لیکچر لدھیانہ صفحہ ۲۷۲-۲۷۵)

مسلمانوں میں ایک غلط خیال پایا جاتا ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور امام مہدی زمین سے خروج کریں گے اور وہ تلوار ہاتھ میں لے کر دین کو پھیلائیں گے۔ یہ سراسر باطل خیال ہے اور اس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں جبکہ احادیث میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب دنیا میں آئے گا تو صلح کاری کا پیغام دے گا اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ایسا ہی احادیث نبویہ میں آخری زمانہ کی نسبت یہ خبر دی ہے کہ جب آخری زمانہ میں مسیح موعود آئے گا تو وہ دنیا میں صلح کاری کا پیغام دے گا اور جنگ موقوف کرے گا یعنی ملا لوگوں کی غلط کاریوں سے جو دینی جنگ کئے جائیں گے ان کی رسم دور کر دے گا۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں سے جو حدیث کی کتابوں میں سے اوّل درجہ کی سمجھی جاتی ہے حدیث کے لفظ یہ ہیں یضع الحرب اس حدیث میں یہ پیشگوئی ہے کہ اسلام میں آخری زمانہ میں غلطی کے طور پر بنام نہاد دین کی لڑائیاں شروع ہو جائیں گی یا جاہل سرحدی جو درندوں کی طرح ہیں کسی عیسائی وغیرہ کا خون کرنا داخل ثواب سمجھیں گے اور غازی کہلائیں گے مگر مسیح موعود جب آئے گا تو صاف طور پر لوگوں کو سنا دے گا کہ ”دین کے معاملہ میں لڑائی کرنا جائز نہیں“ اور یہ حدیث نہایت درجہ پر صحیح ہے کیونکہ جبکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو جبراً پھیلانے کے لئے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ وہ صرف دفاعی جنگ تھی اس لئے کہ جنہوں نے مسلمانوں اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قتل کیا تھا اور قتل سے باز نہیں آتے تھے اور حد سے بڑھ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم تھا ہاں پھر بھی اس قدر رعایت رکھی گئی تھی کہ جس کو دین اسلام کی سچائی سمجھ آجائے اور وہ برغبتِ خود اسلام میں داخل ہونا چاہے اس کو اس قصاص سے معافی دی جاتی تھی کیونکہ اس زمانہ میں بباعث سخت مصائب کے اسلام لانا مرنے کے برابر تھا پس جو شخص اسلام قبول کرتا تھا وہ گویا ایک قسم کی موت اپنے لئے پسند کرتا تھا اور اس طرح پر اسلام لانا سزائے موت کے قائمقام ہو جاتا تھا۔

غرض یہ خیالات بھی کہ گویا کسی زمانہ میں کوئی مسیح اور مہدی اس غرض سے آئے گا کہ تا کافروں سے جنگ کر کے دین اسلام کو پھیلاوے یہ خیالات اس قدر بے ہودہ اور لغو ہیں کہ خود قرآن شریف ان کے ردّ کرنے کے لئے کافی ہے۔ جس دین کے ہاتھ میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں آسمانی معجزات اور نشانات موجود ہیں اور حکمت اور حق سے بھرا ہوا ہے اس کو دین پھیلانے کے لئے زمینی ہتھیاروں کی کیا ضرورت ہے اس کا جنگ خدا کی چمکدار تائیدوں کے ساتھ ہے نہ لوہے کی تلوار کے ساتھ۔ کاش دیوانہ طبع مکہ کے کافر اسلام کو تلوار سے نابود کرنا نہ چاہتے تا خدا یہ طریق پسند نہ کرتا کہ وہ تلوار سے ہی مارے جائیں پس جبکہ یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوا کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

روحانی خزائن

(مرسلہ: حلیم احمد مبلغ انچارج صوبہ چھتیس گڑھ)

قارئین کرام! آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بتائی کہ یَفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَایَقْبِلَہٗ اَحَدٌ۔ یعنی وہ مال تقسیم کرے گا یہاں تک کہ قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔

ظاہر ہے مال سے مراد یہاں ظاہری مال بھی ہے کیونکہ جب جماعت کی طرف سے تالیف قلوب کی خاطر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ کے عین مطابق کہیں مال تقسیم کیا جاتا ہے وہاں فوراً یہ فتویٰ لگایا جاتا ہے کہ اسے قبول نہ کرو۔ یہ مال (نعوذ باللہ) حرام ہے۔ وہیں مال سے یہاں یہ بھی مراد ہے کہ علمی مضامین اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ تحریرات! کیونکہ اس پر بھی علماء کی طرف سے یہ فتوے لگتے ہیں کہ ان کتب کا مطالعہ کرنے سے ایمان خطرہ میں پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا ان سے دور رہنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں آج مسلمان عالمگیر طور پر آسمانی پانی سے نہ صرف محروم ہیں بلکہ اس سے انکاری بھی ہو چکے ہیں اور غیر اسلامی طریقہ کو گلے لگا رہے ہیں۔

جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

”اگر کوئی طالب حق اور طالب تحقیق ان کا غور سے مطالعہ کرے تو ممکن نہیں کہ اس کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا ذخیرہ بہم نہ پہنچ جاوے۔“ (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۲۹)

نیز آپؑ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

”خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ ان خزائن مدفونہ کو دنیا میں ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اِن درخشاں جواہرات پر تھوپا ہے اس سے ان کو پاک وصاف کروں۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۰)

اسی ضمن میں ہی تو آپؑ فرماتے ہیں:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

حضرت بانی جماعت احمدیہ کی گرانقدر تصنیفات جو آپؑ نے خدا کی محبت اور عشق رسولؐ میں ڈوب کر اسلام کے دفاع میں تحریر کی ہیں کی فہرست درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام کتب	سن اشاعت
۱	ایک عیسائی کے تین سوالات کے جواب	۱۸۷۶ء
۲	پرانی تحریریں	۱۸۷۹ء
۳	براہین احمدیہ حصہ اوّل	۱۸۸۰ء
۴	براہین احمدیہ حصہ دوم	۱۸۸۰ء
۵	براہین احمدیہ حصہ سوئم	۱۸۸۲ء
۶	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء
۷	سرمہ چشم آریہ	مارچ ۱۸۸۶ء
۸	شحنۂ حق	۱۸۸۷ء
۹	سبز اشتہار	یکم دسمبر ۱۸۸۸ء
۱۰	فتح اسلام	۱۸۹۰ء
۱۱	توضیح مرام	۱۸۹۰ء
۱۲	ازالۂ اوہام حصہ اوّل	۱۸۹۱ء
۱۳	ازالہ اوہام حصہ دوم	۱۸۹۱ء
۱۴	الحق مباحثہ لدھیانہ	جولائی ۱۸۹۱ء
۱۵	الحق مباحثہ دہلی	اکتوبر ۱۸۹۱ء
۱۶	آسمانی فیصلہ	دسمبر ۱۸۹۱ء
۱۷	نشانِ آسمانی	مئی ۱۸۹۲ء
۱۸	آئینہ کمالات اسلام	۱۸۹۲-۹۳ء
۱۹	برکات الدعا	اپریل ۱۸۹۳ء
۲۰	سچائی کا اظہار	مئی ۱۸۹۳ء
۲۱	حجۃ الاسلام	مئی ۱۸۹۳ء
۲۲	جنگ مقدس	مئی ۱۸۹۳ء
۲۳	شہادت القرآن	۱۸۹۳ء
۲۴	تحفۂ بغداد	جولائی ۱۸۹۳ء
۲۵	کرامات الصادقین	۱۸۹۳ء
۲۶	حمامۃ البشریٰ	۱۸۹۳ء
۲۷	نور الحق حصہ اوّل	فروری ۱۸۹۴ء
۲۸	نور الحق حصہ دوئم	مئی ۱۸۹۴ء
۲۹	اتمام الحجۃ	جون ۱۸۹۴ء
۳۰	سر الخلافۃ	جولائی ۱۸۹۴ء
۳۱	انوار الاسلام	۶ ستمبر ۱۸۹۴ء
۳۲	منن الرحمٰن	مئی ۱۸۹۵ء
۳۳	ضیاء الحق	مئی ۱۸۹۵ء
۳۴	نور القرآن حصہ اوّل	۱۵/جون ۱۸۹۵ء
۳۵	نور القرآن حصہ دوم	۲۵ دسمبر ۱۸۹۵ء
۳۶	معیار المذاہب	۱۸۹۵ء
۳۷	آریہ دھرم	نومبر ۱۸۹۵ء
۳۸	ست بچن	۱۰/نومبر ۱۸۹۵ء
۳۹	اسلامی اصول کی فلاسفی	دسمبر ۱۸۹۶ء
۴۰	انجام آتھم (رسائل اربعہ)	۱۸۹۶ء
۴۱	سراج منیر	۲۴/مارچ ۱۸۹۷ء
۴۲	استفتاء	۱۲/مئی ۱۸۹۷ء
۴۳	حجۃ اللہ	۱۷ مارچ ۱۸۹۷ء
۴۴	تحفہ قیصریہ	۲۷ مئی ۱۸۹۷ء
۴۵	جلسۂ احباب	۲۸ جون ۱۸۹۷ء
۴۶	محمودکی آمین	۷ جون ۱۸۹۷ء
۴۷	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲۲ جون ۱۸۹۷ء
۴۸	کتاب البریہ	۲۴ جنوری ۱۸۹۸ء
۴۹	البلاغ	۱۸۹۸ء
۵۰	ضرورت الامام	اکتوبر ۱۸۹۸ء
۵۱	نجم الہدیٰ	۲۵ نومبر ۱۸۹۸ء
۵۲	رازِ حقیقت	۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء
۵۳	کشف الغطاء	۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء
۵۴	ایام الصلح	یکم اگست ۱۸۹۸ء
۵۵	حقیقت المہدی	۲۱ فروری ۱۸۹۹ء
۵۶	مسیح ہندوستان میں	اپریل ۱۸۹۹ء
۵۷	ستارۂ قیصریہ	۲۴ اگست ۱۸۹۹ء
۵۸	تریاق القلوب	۱۸۹۹ء
۵۹	تحفۂ غزنویہ	۱۹۰۰ء
۶۰	روئیداد جلسہ دعا	۲/فروری ۱۹۰۰ء
۶۱	خطبہ الہامیہ	۱۱/اپریل ۱۹۰۰ء
۶۲	لجۃ النّور	۱۹۰۰ء
۶۳	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد	۲۳ مئی ۱۹۰۰ء
۶۴	تحفہ گولڑویہ	جولائی ۱۹۰۰ء
۶۵	اربعین (۴ جلد)	۱۵/دسمبر ۱۹۰۰ء
۶۶	اعجاز المسیح	۲۳ فروری ۱۹۰۱ء
۶۷	ایک غلطی کا ازالہ	۵/نومبر ۱۹۰۱ء
۶۸	دافع البلاء	اپریل ۱۹۰۲ء
۶۹	الہدیٰ	۱۲ جون ۱۹۰۲ء
۷۰	نزول المسیح	اگست ۱۹۰۲ء
۷۱	کشتی نوح	۵/اکتوبر ۱۹۰۲ء

باقی صفحہ نمبر 7پر ملاحظہ فرمائیں

جماعتی مخالفت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی
احباب جماعت کو صبر کی تلقین اور آپؑ کا نمونہ

..................(شیخ مجاہد احمد شاستری اُستاذ جامعہ احمدیہ قادیان)..................

صبر کے لغوی معنی ''روکنے'' اور ''سہارے'' کے ہیں یعنی اپنے نفس کو اضطراب اور گھبراہٹ سے روکنا اور اُس کو اپنی جگہ پر ثابت قدم رکھنا۔ یہ ایک اعلیٰ درجہ کا جامع خلق ہے اس کے بنیادی معنوں میں ضبط نفس، شدت اور سختی برداشت کرنے اور بغیر شکوہ کے ہوش و حواس برقرار رکھنا شامل ہے۔ اِن صفات کے ساتھ یہ تعلق ''صبر جمیل'' بن جاتا ہے۔ یعنی اس کے معنی بے اختیاری کی خاموشی اور انتقام نہ لے سکنے کی مجبوری اور دل مسوس کر رہ جانے کے نہیں ہیں بلکہ دل کی مضبوطی اخلاقی جرأت اور ثبات قدم کے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضرؑ کے قصہ میں ایک ہی تسلسل میں تین دفعہ یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ یہی معنی ہیں۔ حضرت خضرؑ کہتے ہیں:

اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًاo وَکَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَالَمْ تُحِطْ خُبْرًاo قَالَ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا وَّلَا اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًاo (الکھف:۶۸-۷۰)

ترجمہ: تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے اور کیسے اس بات پر صبر کر سکتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔

حضرت موسیٰؑ جواب میں فرماتے ہیں:

''اگر خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے اور مَیں کسی معاملہ میں حد سے نہیں نکلوں گا۔''

صفاتِ الٰہیہ میں سے ایک اہم صفت الصبور اور ''صبار'' ہے۔ جو مبالغہ کے صیغے ہیں اور جس کا مطلب بہتر زیادہ صبر سے کام لینے والا۔ اللہ تعالیٰ کا صبر یہ ہے کہ وہ نافرمانوں کو جلد سزا نہیں دیتا۔ چنانچہ روایت ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا نہیں ہے۔ لوگ اُس کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور وہ اُن سے درگذر کرتے ہوئے انہیں رزق بہم پہنچاتا ہے۔''

(بخاری کتاب الادب باب الصبر فی الأذی)

صفات الٰہیہ اختیار کرنا ہی انسان کے لئے جہاد بالنفص کی بہترین صورت ہے چنانچہ انسان بھی صفت صبر جمع کرتا ہے تو اس میں کئی خلق جمع ہو جاتے ہیں۔

انسان کا مصیبت کے وقت ضبط نفس اور برداشت سے کام لینا صبر ہے تو میدانِ جنگ میں تلواروں اور تیروں کے سامنے اپنے آپ کو روکے رکھنا شجاعت ہے۔ عیش وعشرت اور اسراف سے رک جانا زہد ہے تو شرمگاہ کی حفاظت عفت ہے۔ کھانے سے اپنے آپ کو روک رکھنا وقار ہے تو غصہ کے اسباب سے رُکنا حلم ہے۔

صفت صبر اور انبیاء کرامؑ

قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے صبر کو ایک جامع خُلق قرار دیا ہے اور ہمیشہ سے انبیاء کی عادت میں یہ بات شامل رہی ہے کہ وہ صبر کرنے والے یعنی صابر ہوا کرتےہیں۔ قرآن مجید مومنوں کو بھی ترغیب دلاتا ہے کہ وہ صفت صبر کو اپنی زندگیوں میں شامل کریں اور اس کے نتیجہ میں تقویٰ کے اعلیٰ مدارج طے کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے صبر کے اعلیٰ خلق کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ صبر کے لغوی معنوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے غور کریں تو واضح ہو جاتا ہے کہ راہ حق میں مشکلیں برداشت کرنا، ضبط نفس، مخالفین کے طعن وطنز پر ثابت قدم رہنا۔ یہ تمام معاملات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کے ذریعہ اتم درجہ پر ظہور پذیر ہوئے۔ قرآن مجید میں آنحضرتؐ کو دوسری وحی الٰہی میں ہی جب دعوت وتبلیغ کا حکم ملا تو ساتھ ہی راہ میں آنے والی مشکلات پر صبر کا حکم بھی ملا۔ چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ بیان فرماتا ہے:

یٰٓاَ یُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ.... وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ (المدثر:۱-۲-۸)

ترجمہ: اے چادر پوش اُٹھ اور لوگوں کو ہوشیار کردے....اور اپنے پروردگار کے لئے صبر کر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہمیں تمام انبیاء کرام کے صبر کا اعلیٰ نمونہ نظر آتا ہے اور صبر کی تمام باریک قسمیں اپنے عروج پر پہنچی ہوئی نظر آتی ہیں کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ انبیاء کے صبر کرنے کی طرح تم بھی صبر اختیار کرو۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُوْلُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّھُمْ۔ (الاحقاف:۳۶)

یعنی (اے محمد) تو بھی اُسی طرح صبر کر (یعنی ثابت قدمی- اختیار کر) جس طرح پختہ ارادہ والے پیغمبروں نے کی اور اِن (مخالفوں) کے لئے جلدی نہ کر۔

آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہمیں بے شمار واقعات نظر آتے ہیں جب آپ نے صبر کے اعلیٰ نمونے دکھائے چند ایک بطور ثبوت کے پیش خدمت ہیں تا یہ بات عیاں ہو جائے کہ ارشاد خداوندی کی تکمیل آنحضرتؐ نے کس اعلیٰ درجہ پر کی ہے۔

بخاری شریف میں یہ واقعہ درج ہے کہ جب آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی وفات کا وقت آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال صبر کا نمونہ دکھایا۔ اپنے خدا کی رضا کے آگے جو آپؐ کو ابراہیمؓ سے کہیں زیادہ پیارا تھا، یہ کہتے ہوئے سر جھکا دیا کہ اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا بِمَا یَرْضَی بِہٖ رَبُّنَا وَاِنَّا عَلٰی فِرَاقِکَ یَااِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ (بخاری کتاب الجنائز) یعنی آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے مگر ہم اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کلمہ زبان پر نہیں لائیں گے اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی پر سخت غمگین ہیں۔

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ میں رسول کریمؐ کی انگلی زخمی ہوگئی آپؐ اُسے مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اُصْبُعٌ دُمِیْتِ
وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ مَالَقِیْتِ

اے انگلی تو صرف ایک انگلی ہی تو ہے تو کیا ہوا کہ خدا کی راہ میں یہ تکلیف تجھے پہنچائی گئی۔

(بخاری کتاب الادب باب مایجوز من الشعر والرجز والحداء وما یکرہ منہ)

ایک اور موقعہ پر آپؐ نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے جو خیر ہی خیر ہے اور یہ شان صرف مومن کی ہے اگر اُسے تنگی ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو جاتا ہے اور اگر وہ تکلیف پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اُس کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوتا ہے۔

(مسلم کتاب الزھد والرقائق باب المومن امرہ کلہ خیر)

مختصر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں صبر کا اعلیٰ نمونہ ہمیں نظر آتا ہے اور آپؐ کا صبر ''صبر جمیل'' ہے۔ جو ساری زندگی پر محیط ہے اور بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور صفت صبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت میں مسیح موعود و مہدی معہود کی حیثیت میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام (۱۸۳۵ء تا ۱۹۰۸ء) کو مبعوث فرمایا۔ امام مہدی دراصل آنحضرت ﷺ کے فیض سے فیض یافتہ اور آپؐ کے کمالات کو دوبارہ ظاہر کرنے والا وجود ہوگا اس بات کو خود سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا تھا۔

جیسا کہ بخاری شریف کی مشہور حدیث ہے کہ

کَیفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُم اِبْنَ مَرْیَمَ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔

یعنی اے مسلمانوں! تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں سے ہی تمہارا امام ابن مریم نازل ہوگا۔

اس حدیث میں اس طرف بھی بلیغ اشارہ ہے کہ آنے والا موعود امام اُمت مسلمہ سے ہی ہوگا اور وہ اپنے تمام روحانی کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کریگا کیونکہ وہ آپؐ کا اُمّتی ہوگا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے ۱۸۹۰ء میں ''مسیح موعود'' کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۰۸ء میں آپ کا وصال ہوا۔ ۱۸ سال سخت مخالفت کا طوفان علماء اور عوام نے اُٹھا رکھا۔ مگر اپنے ہادی اور رسول کی مانند خدا تعالیٰ نے آپؑ کو صفت صبر سے مزیّن فرمایا تھا۔ شدید سے شدید مخالفت میں بھی آپؑ نے دامن صبر کو ہاتھ سے نہ چھوڑا بلکہ اس پہلو سے بھی اپنے دشمن کو گھائل کرتے رہے۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں صفت صبر سے مزین فرمایا تھا اور آپؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں جیسا صبر عطا کیا تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جائے۔''

(نسیم دعوت روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۴)

آپؑ کی یہ تعلیم تھی۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اور خود آپ کا عمل یہ تھا کہ:

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

(درّثمین اردو)

آپؑ فرماتے ہیں:

''مَیں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اُکھاڑ نہ سکا۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۵۶)

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مولوی صاحب قادیان آئے اور حضور سے بحث کرنے لگے۔ وفات و

بسم اللّٰہِ الرحمن الرحیم
وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)
BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN
M/S ALLADIN BUILDERS
Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman
Contact : Khalid Ahmad Alladin
#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA
Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396
Email: khalid@alladinbuilders.com
Please visit us at : www.alladinbuilders.com

حیات مسیح پر گفتگو تھی۔ جب مولوی صاحب عاجز آ گئے تو حضور نے پوچھا کہ بتائیے کہ کیا آپ سمجھ گئے ہیں۔ اس نے کہا ہاں میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دجال ہیں۔ دجال کی صفت یہ ہے کہ وہ دوسروں کے منہ بند کر دیگا۔ اس کے بعد حضور اندر تشریف لے گئے۔ اس نے حضور کی خدمت میں ایک رقعہ بھجوایا کہ میں ضرورت مند ہوں میری مدد کی جائے۔ حضور نے فوراً انہیں پندرہ روپئے بھجوائے۔ ان مولوی صاحب نے امرتسر جا کر ایک اشتہار شائع کیا جس میں حضور کے حسن خلق کا ذکر کیا۔"

(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۳۸)

"ایک دفعہ حضور مسجد اقصیٰ قادیان میں تقریر فرما رہے تھے اور جلسے کی وجہ سے کثرت سے احباب موجود تھے کہ اتنے میں ایک آریہ مسجد میں گھس آیا اور حضور اور آپ کی جماعت کو سخت گندی اور فحش گالیاں دینے لگا مگر حضور خاموشی سے سنتے رہے۔ آخر جب اس کی فحش زبانی حد سے گزر گئی اور اسے بار بار نرمی سے سمجھانے کے باوجود وہ اپنی گندہ دہنی اور دشنام طرازی سے باز نہ آیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اسے نرمی سے پکڑ کر مسجد سے باہر کر دیں لیکن اسے کچھ نہ کہیں۔"

"اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص قادیان آیا اور مہمان خانے میں ٹھہرا۔ اسے اپنی عبادت اور زہد پر بڑا ناز تھا اور الہام کا بھی مدعی تھا۔ اتفاق سے اس کا لوٹا مہمان خانے میں گم ہوگیا۔ ظہر کے وقت حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے تو اس نے شکایت کی کہ میرا لوٹا گم ہوگیا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ انہیں فوراً نیا لوٹا خرید دیا جائے۔ لیکن نہ معلوم اس خشک مزاج زاہد کو کس قدر غصہ چڑھا ہوا تھا کہ اس سے اس کی تسلی نہ ہوئی اور وہ آپؑ کے ساتھ گستاخانہ کلام کرتا رہا۔ آپؑ بالکل خاموش رہے مگر وہ دم بدم تیز ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ گالیوں پر اتر آیا۔ حضورؑ بڑے اطمینان سے بیٹھے سن رہے تھے۔ جب وہ دم لینے کے لئے چپ ہو جاتا تو آپ جواب میں فرماتے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ مہمان خانے کے ملازموں کی غفلت سے آپ کا لوٹا گم ہوگیا۔ جس سے آپ کو تکلیف ہوئی۔ ابھی آپ کو نیا لوٹا مل جاتا ہے۔"

لیکن وہ بداخلاق شخص پھر وہی بدزبانی شروع کر دیتا۔ آپؑ پھر اسی طرح نہایت اطمینان وسکون سے اس کی گالیاں سنتے۔ دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ نماز باجماعت نے یہ سلسلہ ختم کر دیا۔ لیکن فریضہ نماز ادا کرنے کے بعد جب حضرت اقدسؑ اندر تشریف لے جانے لگے تو اس شخص نے پیچھے سے آ کر آپؑ کا کوٹ پکڑ لیا۔ آپؑ نے منہ پھیر کر دیکھا تو اس نے آپؑ کو مخاطب کر کے کہا "سن مجھے خدا نے بتایا ہے کہ تو بہت جلد طاعون سے ہلاک ہو جائے گا" حضرت اقدسؑ نے اس کے جواب میں کچھ نہ کہا اور خاموشی سے اندر تشریف لے گئے۔

اس آدمی کو نیا لوٹا خرید کر دیا گیا اور وہ قادیان سے چلا گیا لیکن خدا کی شان کہ وہ اپنے گاؤں میں جو ضلع فیروز پور میں تھا پہنچتے ہی طاعون سے ہلاک ہوگیا۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۰۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جب میں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو درخت سے بڑھ کر تو شاخیں نہیں ہوتیں۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۰۴)

قادیان میں محمد عبداللہ نامی ایک شخص ہوتے تھے جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارا کرتے تھے گو وہ زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے۔

ایک دفعہ حضرت اقدس کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضور کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت زبانی سے کام لیا تھا اور حضور کو گالیاں دیں۔ پروفیسر صاحب طیش میں آ کر بولے

"اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا"

اس پر حضور نے بے ساختہ فرمایا کہ:

"نہیں نہیں ایسا نہیں چاہئے ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے۔"

غالباً ۱۹۰۴ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور آئے اور میاں معراج الدین صاحب کے مکان پر اترے تو تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک مولوی صاحب ٹانگے پر سوار ہو کر اس طرف آئے اور حضور کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ بعض احباب اس کی گالیوں کو سن کر جوش میں آنے لگے تو حضورؑ نے فرمایا:

"جو کچھ یہ کہتا ہے اسے کہنے دو اور کوئی جواب نہ دو۔" (اصحاب احمد جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۵)

جو لوگ براہ راست حضورؑ کو گالیاں نہیں دے سکتے تھے انہوں نے اپنی تسکین کے لئے خطوں کا سہارا لیا اور دل کی بھڑاس نکالی۔

۱۹۰۱ء میں ایک عیسائی منشی عبدالحق صاحب قادیان حق کی تلاش میں آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئی مسائل پر گفتگو کی۔ دوران گفتگو انہوں نے بتایا کہ میں نے جب قادیان آنے کا ارادہ کیا تو ایک عیسائی سے اس کا ذکر کیا۔ اس نے آپؑ کو گالی دی۔ حضورؑ نے سنکر فرمایا:

"گالیاں دیتے ہیں اس کی تو مجھے پرواہ نہیں ہے۔ بہت سے خطوط گالیوں کے آتے ہیں جن کا مجھے محصول بھی دینا پڑتا ہے اور کھولتا ہوں تو گالیاں ہوتی ہیں۔ اشتہاروں میں گالیاں دی جاتی ہیں اور اب کھلے لفافوں پر گالیاں لکھ کر بھیجتے ہیں۔ مگر ان باتوں سے کیا ہوتا ہے اور خدا کا نور کہیں بجھ سکتا ہے۔ ہمیشہ نبیوں، راستبازوں کے ساتھ ناشکروں نے یہی سلوک کیا...... میں تو بنی نوع انسان کا حقیقی خیر خواہ ہوں جو مجھے دشمن سمجھتا ہے وہ خود اپنی جان کا دشمن ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۲۶)

حضرت میر شفیع احمد صاحب بیان کرتے ہیں:

"جب آخری دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور جا کر ٹھہرے تو میں ان دنوں حضورؑ کی ڈاک لا کر حضور کو پہنچایا کرتا تھا۔ ہر روز ڈاک میں دو تین خط بیرنگ ہوا کرتے تھے جو میں وصول کر لیتا اور حضور کو پہنچا دیتا تھا۔ ایک دن میں نے خواجہ کمال الدین صاحب کے سامنے بیرنگ خط وصول کر لئے تو خواجہ صاحب نے مجھے روکا کہ بیرنگ خط نہ لو۔ میں نے کہا میں ہر روز وصول کر لیتا ہوں اور حضرت صاحبؑ کو پہنچاتا ہوں اور حضرت صاحب نے مجھے کبھی نہیں روکا۔ مگر اس پر بھی خواجہ صاحب نے مجھے سختی سے روک دیا۔

جب میں حضرت صاحبؑ کی ڈاک پہنچانے لگا تو میں نے عرض کی! حضورؑ آج مجھے خواجہ صاحب نے بیرنگ خط وصول کرنے سے سختی سے روک دیا ہے۔ حضور فرمائیں تو اب بھی بھاگ کر لے آؤں۔ حضرت صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ: "ان بیرنگ خطوں میں سوائے گالیوں کے اور کچھ نہیں ہوتا اور یہ خط گمنام ہوتے ہیں۔ اگر یہ پتہ لکھ دیں تو ہم انہیں سمجھا دیں مگر شاید یہ لوگ ڈرتے ہیں کہ ہمارے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی نہ کریں۔ حالانکہ ہمارا کام مقدمہ کرنا نہیں ہے۔"

(سیرۃ المہدی جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

حضور ان گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط کو صندوقوں کے اندر تالا لگا کر محفوظ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا "ان کا وزن چار من ہوگیا ہے۔"

(تاریخ احمدیت لاہور صفحہ ۹۵)

ایک طرف نفرت کا یہ عالم تھا اور دوسری طرف صبر وتحمل اور ہمدردی کا ایک بحر بیکراں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"ہم تیار ہیں کہ ہمارے ساتھ صلح کر لیں۔ میرے پاس ایک تھیلا ان گالیوں سے بھرے ہوئے کاغذات کا پڑا ہے۔ ایک نیا کاغذ آیا تھا وہ بھی آج میں نے اس میں داخل کر دیا ہے مگر ان سب کو ہم جانے دیتے ہیں۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

ایک دفعہ آپؑ نے نئے بیعت کرنے والوں کو ان الفاظ میں نصیحت کی:

"آج کل اس توبہ میں بڑی بڑی مشکلات ہیں۔ اب یہاں سے جا کر تم کو بہت کچھ سننا پڑے گا اور لوگ کیا کیا باتیں بنائیں گے کہ تم نے ایک مجذوم۔ کافر۔ دجال وغیرہ کی بیعت کی۔ ایسا کہنے والوں کے سامنے جوش ہرگز مت دکھانا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کے واسطے مامور کئے گئے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ تم ان کے لئے دعا کرو۔ خدا تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۰۳ بشکریہ انصار اللہ مئی ۱۹۹۰ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ مبارک پر چلتے ہوئے صبر کی توفیق عطا فرمائے اور ہم بھی صبر کے نتیجہ میں روحانیت کے اعلیٰ مدارج طے کرتے ہوئے اس ارشاد خداوندی پر عمل پیرا ہوں کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (البقرہ: ۱۵۴) آمین

2 Bed Rooms Flat

Independant House,All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah

Contact : **Deco Builders**
Shop No, 16, EMR Complex
Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA

Ph. 040-27172202
Mob: 09849128919
09848209333
09849051866
09290657807

AEM
M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

ملکی رپورٹیں

ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کے اعزاز میں الوداعیہ

مورخہ ۱۴رفروری ۲۰۰۹ءمکرم گورکیرت کرپال سنگھ (I.A.S) ڈی سی گورداسپور کے یہاں سے ضلع شہید بھگت سنگھ نگر (نواں شہر) تبادلہ ہونے پراُن کے اعزاز میں سرائے طاہر قادیان میں ایک الوداعیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔اس تقریب کی صدارت مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر قائم مقام ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے کی۔تلاوت قرآن شریف وترجمہ اور نظم کے بعد مکرم ڈی سی صاحب کے اعزاز میں ایک الوداعیہ نظم پڑھی گئی۔اس کے بعد مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب ناظرامورعامہ وخارجہ نے مکرم ڈی سی صاحب نے ضلع گورداسپور میں ایک سال تین ماہ تک عوام کی فلاح و بہبوداور خاص طور پر جماعت احمدیہ کے کاموں کے سلسلہ میں جودلچسپی لی اُس کا تفصیل سے ذکر کیا اوراُس کے لئے ان کا شکریہ ادا کیا۔اس کے بعد مکرم ڈی سی صاحب نے ضلع گورداسپور کے اندر کام کرتے ہوئے اپنے تجربات اورواقعات کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کی طرف سے کئے جارہے فلاحی کاموں اور پیار محبت کی تعلیم کا خاص طور پر ذکر کیا اوروعدہ کیا کہ آئندہ بھی وہ جماعت کا کام کرنے میں خوش قسمتی اوراعزاز سمجھیں گے۔تقریب کے آخر میں مکرم قائم مقام ناظر صاحب اعلیٰ نے بھی مکرم ڈی سی صاحب کاان کی عوام اور جماعت سے متعلقہ کاموں میں خدمات کے لئے شکریہ ادا کیا اور جماعت کی طرف سے مکرم ڈی سی صاحب کو یادگاری ہدیہ دیا گیا۔دُعا کے بعد اِس تقریب کا اختتام ہوا۔

تقریب میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان نے ادا کئے۔اس تقریب میں عہدیداران وافراد جماعت بکثرت شریک ہوئے۔تقریب کے بعد مکرم ڈی سی صاحب کے اعزاز میں لنگر خانہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام میں عشائیہ بھی دیا گیا۔مکرم موصوف بہت اچھا اثر لیکر رخصت ہوئے۔

(عبدالواسع نائب ناظرامورعامہ قادیان)

انٹرنیشنل کلکتہ بُک فیئر میں احمدیہ اسٹال

کلکتہ شہر میں گذشتہ ۳۳سال سے ہرسال انٹرنیشنل بُک فیئر منعقد ہوتا آرہاہے۔کہاجاتا ہے کہ کلتہ بُک فیئر ایشیا کا سب سے بڑا بُک فیئر ہوتا ہے۔الحمدللہ جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے اس میں ابتداء سے لیکراب تک ہرسال بُک اسٹال لگایا جاتا ہے۔اس سال بُک فیئر کلکتہ شہر کی تاریخی جگہ سائنس سٹی کے روبرو ملن میلہ میدان میں مورخہ ۱۰رجنوری تا۲۸ جنوری ۲۰۰۹ء منعقد ہوا۔حسب سابق بُک فیئر کی تاریخ کا اعلان ہوتے ہی جماعت احمدیہ کا اسٹال بُک کروایا گیا۔قبل از وقت اسٹال کی تیاریاں شروع کردی گئیں۔اس سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ نے وقارعمل کر کے کتابوں کو تیار کیا اوراُن کی پیکنگ کی مورخہ ۲۷رجنوری کی رات دوبجے تک خدام نے بُک فیئر جاکراپنے اسٹال کوسجایااور بُک اسٹال کونہایت ہی خوبصورت بینرز سے جن پر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بعثت اور خلافت جوبلی سے متعلق تفصیلات موجودتھی آویزاں کیا۔جماعت کی طرف سے کئے جانے والے ۴۰ سے زائد قرآن مجید کے تراجم بھی اسٹال میں بطورنمونہ ایک خوبصورت ریک میں رکھے گئے تھے جبکہ اردو، انگریز، بنگلہ، ہندی، گجراتی، مراٹھی، پنجابی وغیرہ تراجم بغرض فروخت رکھے گئے تھے۔کتب مختلف زبانوں میں رکھی گئی تھیں۔بڑی تعداد میں غیراحمدی حضرات خاص کر غیراحمدی علماء ہمارے اسٹال پرتشریف لاتے رہے۔جہاں یہ حضرات جماعتی کتب خریدتے وہاں پرتبلیغی گفتگوہوتی اورمخالفین احمدیت کی طرف سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کاازالہ کرنے کا موقعہ ملا۔سنجیدہ اورتعلیم یافتہ،مذہبی شوق رکھنے والے غیر مسلم احباب کوفری لٹریچر دیا جاتا رہا۔امسال اسٹال پرT.V.Set اور VCR کا باقاعدہ انتظام تھاجس میں سوال وجواب،تقاریر،اورخلافت صدسالہ پروگرام کی CDs دکھانے کا اہتمام تھا۔الحمدللہ۔

اللہ کے فضل سے ہرروز خدام، انصار، اسٹال پرڈیوٹی دینے آتے۔اس سال لجنہ اماءاللہ کلکتہ کی دودوممبرات نے ہر روز بُک اسٹال پرڈیوٹی دی اورآنے والے احباب کواسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا۔معروف شخصیات بھی تشریف لائیں۔جن کو جماعتی تعارف کروایا گیا۔اس بُک فیئر میں لاکھوں افرادتشریف لاتے ہیں ان میں سے بڑی تعدادتک پیغام حق پہنچایا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بار تقریباً ۲۳۰۰۰ روپے کی کتب فروخت ہوئیں اور ہزاروں افرادتک پیغام حق پہنچانے کا موقعہ ملا۔الحمدللہ جماعتی اسٹال نہایت ہی کامیاب رہا۔خدام، انصار، اورممبرات لجنہ اماءاللہ کلکتہ نے بُک اسٹال کو کامیاب بنانے کے لئے بہت محنت کی۔اللہ تعالیٰ سب کوجزائے خیرعطافرمائے اورہماری حقیر مساعی کوقبول فرمائے۔آمین

(مقصوداحمد بھٹی مبلغ انچارج کلکتہ)

حلقہ جکور بنگلور میں تربیتی جلسہ

یکم فروری ۲۰۰۹ءکوحلقہ جکور میں ایک تربیتی جلسہ خاکسار کی زیرصدارت ہوا۔جس میں انصار خدام اوراطفال نے شمولیت کی۔مکرم مولوی عطاء الرحمان صاحب معلم سلسلہ کی تلاوت اورمکرم سلیمان صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی طارق احمد صاحب مبلغ سلسلہ،مکرم نوراحمد صاحب،مکرم قریشی عبدالحکیم صاحب نے تربیتی اورمکرم محمد عبیداللہ صاحب قریشی سیکرٹری تعلیم نے تعلیمی اموریر روشنی ڈالی۔دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔خدام الاحمدیہ کے زیراہتمام کرکٹ کا پروگرام بھی رکھا گیا۔(محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ بنگلور)

بنگلور کے تعلیمی اجلاس میں محترم شیراز احمد صاحب ناظرتعلیم کی شمولیت

۲۵رجنوری ۲۰۰۹ءصبح ۱۱ بجے احمدیہ مسجد بنگلور میں تعلیمی جلسہ محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلورکرناٹک کی زیرصدارت ہوا۔مکرم محمد عبیداللہ صاحب قریشی سیکرٹری تعلیم کی تلاوت وترجمہ کے بعد خاکسار نے جلسہ کی اغراض بتائیں اورمکرم ناظر صاحب تعلیم نے خطاب فرمایا اورتعلیمی میدان میں طلبہ کی رہنمائی بڑے احسن انداز میں فرمائی۔نیز ایک تعلیمی کمیٹی تشکیل دی۔آخر پرمحترم امیر صاحب نے خطاب فرمایا اورنصائح کیں۔دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیرہوا۔

چنتہ کنٹہ میں لجنہ اماءاللہ وناصرات کا خصوصی اجلاس

مورخہ یکم جنوری کواحمدیہ مسجد فضل عمر میں لجنہ اماءاللہ چنتہ کنٹہ کے تحت خصوصی اجلاس منعقد کیا گیا کثیر تعداد میں لجنہ اورناصرات اس جلسہ میں شامل ہوئیں۔بعد نماز ظہر خاکسار کی صدارت میں محترمہ مبارکہ الیاس صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا۔لجنہ اورناصرات الاحمدیہ کا عہد دہرانے کے بعد محترمہ افسر قادر صاحبہ نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کی اورعزیزہ امۃ الکافی اورعزیزہ امۃ النور نے ملکر ’’قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا‘‘ نظم ترانہ کی شکل میں پیش کی۔سب سے پہلے ناصرات کی تقاریر ہوئیں۔عارفہ بشیرہ نے قرآن مجید کی برکات،عزیزہ فرزانہ سلطانہ نے ’’نماز کی اہمیت‘‘ پرتقریر کی۔عزیزہ رابعہ تبسم نے خوش الحانی کے ساتھ نظم سنائی۔عزیزہ آفرین بیگم صاحبہ نے ’’نماز جمعہ اور اس کے آداب‘‘،عزیزہ شاہدہ بیگم نے بعنوان ’’قرآن مجید کی تعلیم‘‘ تقریر کی اور روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے واقعات اوراخلاق سے متعلق قرآن کریم کے ۱۳۰ احکامات پڑھ کرسنائے۔تمام ناصرات نے عمدہ رنگ میں تقاریر کی۔اللہ نیک جزاعطا کرے۔

اس کے بعد لجنہ کے پروگرام کا آغاز ہوا۔محترمہ عائشہ نذیر صاحبہ نے ’’جمال وحسن قرآن نورجانِ ہرمسلماں‘‘ کلام حضرت مسیح موعودعلیہ السلام بہت ہی عمدہ آواز میں سنایا۔اس کے بعد مکرم ریشما لطیف صاحبہ نے بعنوان ’’ہراحمدی کا گھر قرآن پرعمل کرنے والا ہو‘‘، عزیزہ صوفیہ بیگم نے ’’اسلامی تعلیم کے لئے ہمارا رہنما قرآن شریف ہے‘‘، محترم اسماء بیگم صاحبہ نے ’’آنحضرت ﷺ اور نماز کی تاکید‘‘، محترمہ امۃ القیوم مبارکہ نے ’’جماعتِ احمدیہ اور خدمت قرآن کریم‘‘ کے عناوین پرتقریر کی۔اس اجلاس کی آخری تقریر مردانہ مسجد سے ’’قرآن کریم کی ضرورت‘‘ کے عنوان پرمکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب مبلغ سلسلہ چنتہ کنٹہ کی ہوئی۔دوران اجلاس مکرمہ طیب جہاں صاحبہ،عزیزہ نادیہ بیگم نے نظم پڑھی۔آخر پر خاکسار نے جلسہ کی کامیابی پراللہ تعالیٰ کاشکرادا کرتے ہوئے تمام لجنہ اورناصرات اورانتظامیہ کا بھی شکریہ ادا کیا۔دُعا کے بعد اجلاس کے اختتام کا اعلان ہوا۔ (بشریٰ نثار صدر لجنہ اماءاللہ چنتہ کنٹہ)

کرشنا ایلور،مغربی گوداوری آندھرا میں تربیتی کیمپ اور معلمین کی ریفریشر کلاسز

امسال ۱۱ تا ۱۴ جنوری کوبچوں کی تعطیلات (برائے تہوار شنکرانتی) میں سرکل گوداوری کے تینوں زون (کرشنا، ایلور، مغربی گوداوری) کے خدام، اطفال، ناصرات کے تربیتی کیمپ مختلف زونوں کے ایریا انچارجوں کی نگرانی میں منعقد کرانے کی توفیق ملی۔بچے دوردراز جماعتوں سے اس کیمپ میں شریک ہوئے اورایک سوبیس کے قریب خدام واطفال اورناصرات نے اس کیمپ سے استفادہ کیا۔کرشنہ اورایلورزون کے بچوں کا کیمپ کوتپلی میں اور مغربی گوداوری زون کے بچوں کا کیمپ بمقام اڈاروڈ منعقد ہوا۔چاروں دن باقاعدہ باجماعت نماز تہجد کا التزام کیا گیا۔بچوں کوکلاسز میں معلمین کرام نے لیں حتی الوسع تلاوت قرآن کا صحیح تلفظ نماز، دعائیں، تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت، اردو، مسجد کے آداب، کھانے کے آداب، دینی معلومات، معلومات عامہ سکھانے کی بھرپورکوشش کی گئی اور حضوراقدس کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے کی طرف خاص توجہ دلائی۔نیز علمی وورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔اختتامی اجلاس میں بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔اوران کے تأثرات سنے گئے۔دونوں مقامات کی لجنہ اورخدام وانصار نے کیمپ کوکامیاب بنانے میں بھرپورتعاون کیا۔

۱۶رجنوری تا ۱۹ جنوری معلمین کرام کی ریفریشر کلاسز بمقام جماعت احمدیہ بٹلہ پینومرو، ضلع کرشنہ میں منعقد کی گئیں۔اس ریفریشر کلاسز میں سرکل گوداوری کے معلمین ومبلغین شریک ہوئے۔قبل از وقت ہی باقاعدہ ایک پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔نماز تہجد سے کلاسز کا آغاز ہوتا تھا۔بعد نماز فجر درس القرآن، بعدنماز عصر درس ملفوظات کا اہتمام کیا گیا۔ان کلاسز میں ہرمعلم کا جائزہ لیا گیااس کے مطابق تلفظ قرآن مجید، نماز باترجمہ، مشق تقاریر، مجلس سوال وجواب، مذاکرات بعنوان وفات مسیح ناصری، اجرائے نبوت، صداقت حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام اورمسائل کفن دفن اوراس کے طریقے، تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت، دینی معلومات، معلومات عامہ، اردوکلاسس، پرچہ ذہانت (ماخوذ از خطبات جمعہ) ہومیوکلاس اورکھیلوں کے پروگرام ہوئے۔

آخری دن علمی وورزشی مقابلہ جات کرائے گئے۔ان کلاسس کے ذریعہ معلمین کواپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔اختتامی اجلاس میں عہد وفائے خلافت دہرایا گیا۔کلاسس بہت کامیاب رہیں۔مکرم مولوی ایچ ناصرالدین صاحب مبلغ سلسلہ،مکرم مولوی مقبول احمد صاحب مبلغ سلسلہ،مکرم مولوی سراج احمد صاحب نے اس پروگرام کوکامیاب بنانے میں مخلصانہ تعاون دیا۔فجزاھم اللہ خیرًا۔محترم صوبائی امیر صاحب آندھرا پردیش نے بھی اپنے خطاب میں قیمتی نصائح فرمائیں۔ (پی ایم رشید سرکل انچارج مغربی گوداوری)

خانپور میں جلسہ سیرۃ النبیؐ

۲۵رجنوری کوبعد نماز مغرب وعشاء مکرم ڈاکٹر انور حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی کی زیرصدارت مسجد احمدیہ خانپور ملکی میں جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا گیا۔تلاوت قرآن مجید ونظم کے بعد مکرم مبین اختر صاحب صوبائی قائد بہار، خاکساراورمکرم منورعالم ناصر صاحب معلم نے تقریر کی۔صدارتی خطاب اوردعا کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔

(شیخ ہارون رشید مبلغ سلسلہ بھاگلپور)

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اورلاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ۔ (سورۃ المائدہ:۱۱۵) یعنی اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے مائدہ (دسترخوان) اتار جو ہم میں سے پہلے حصہ کے لئے بھی عید کا موجب ہو اور آخری حصہ کے لئے بھی عید کا موجب ہو اور جو تیری طرف سے ایک نشان کے طور پر ہو۔

پس خدا تعالیٰ کا ہم جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں نہ صرف امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے بلکہ ہمیں آپ کے اس عظیم الشان روحانی مائدہ کا وارث بنایا ہے جو اوّل و آخر کے لئے عید یعنی جماعتی ترقی کا موجب ہے اور اس سے آج تمام دنیا محروم ہے۔

پس یہ روحانی مائدہ جو کل بنی نوع انسانیت کی روحانی زندگی کے لئے آب بقا کا حکم رکھتا ہے۔ ایک عظیم اور گرانقدر سرمایہ ہے۔ جس سے قرآن کریم اور احادیث پاک کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے وارث آج ہم بنائے گئے ہیں۔ پس ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم اس زندگی بخش روحانی مائدہ سے استفادہ کریں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تالیفات و تحریرات کا مطالعہ کئے بغیر تبلیغ حق اور غلبہ اسلام ناممکن امر ہے۔ اس کے علاوہ یہ کتب خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنے، روحانی میدان میں ترقی کرنے کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا ہم میں سے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرے تا کہ اس کے ذریعہ سے وہ راہ حق سے بھٹکی ہوئی روحانیت کی پیاسی انسانیت کو سیراب کرنے والا ہو۔ ورنہ بصورت دیگر ہم اپنا ہی نقصان کرنے والے ہونگے کیونکہ جہاں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مائدہ عطا کرنے کا ذکر فرمایا ہے وہیں یہ بھی انذار فرمایا ہے کہ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنَزِّلُھَا عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُہٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۔ (سورۃ المائدہ:۱۱۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایسا مائدہ تم پر ضرور نازل کروں گا۔ پس جو کوئی بھی تم میں سے اس کے نازل ہونے کے بعد ناشکری کرے گا تو میں اس کو ایسا عذاب دونگا کہ دنیا میں کسی اور قوم کو ایسا عذاب نہ دونگا۔

پس اللہ کرے کہ ہم اس روحانی مائدہ کی جسے خدا تعالیٰ نے اس مسیح محمدی کے ذریعہ ہم پر اتارا ہے نہ صرف قدر کرنے والے ہوں بلکہ اس پر خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرنے والے ہوں اور یہ حق تبھی ادا ہوگا جب ہم اس سے کماحقہٗ استفادہ کریں گے اور دوسروں کو بھی مستفیض کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(محمد ابراہیم سرور)

بقیہ مضمون از صفحہ نمبر 9

امداد میں دلی خوشی پاتے چنانچہ ایک صاحب قادیان میں لالہ بڈھا مل ہوتے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کے سخت مخالف تھے جب قادیان میں منارۃ المسیح بننے لگا تو ان لوگوں نے حکام سے شکایت کی کہ اس سے ہمارے گھروں کی بے پردگی ہوگی اس لئے منارہ کی تعمیر کو روک دیا جائے اس پر ایک مقامی افسر صاحب یہاں آیا اور اس کی معیت میں لالہ بڈھا مل اور بعض دوسرے مقامی ہندو اور غیر احمدی اصحاب حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے ان افسر صاحب کو سمجھا کہ یہ شکایت محض ہماری دشمنی کی وجہ سے کی گئی ہے۔ ورنہ اس میں بے پردگی کا کوئی سوال نہیں اور اگر بالغرض کوئی بے پردگی ہوگی تو اس کا اثر ہم پر بھی ویسا ہی پڑے گا جیسا کہ ان پر فرمایا کہ ہم تو صرف ایک دینی غرض سے یہ منارہ تعمیر کروانے لگے ہیں ورنہ ہمیں ایسی چیزوں پر روپیہ خرچ کرنے کی کوئی خواہش نہیں اس گفتگو کے دوران میں آپ نے اس افسر سے فرمایا کہ اب یہ لالہ بڈھا مل صاحب ہیں آپ ان سے پوچھئے کہ کیا کبھی ایسا موقعہ آیا ہے کہ جب یہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتے ہوں اور اُنہوں نے اس موقعہ کو خالی جانے دیا ہو۔ اور پھر انہی سے پوچھئے کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ انہیں فائدہ پہنچانے کا کوئی موقعہ ملا ہو اور میں نے اس سے دریغ کیا ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس گفتگو کے وقت لالہ بڈھا مل اپنا سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے اور آپ کے جواب میں ایک لفظ تک منہ پر نہیں لاسکے۔

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ایک مجسم رحمت تھا اسلام کے لئے اور رحمت تھا اس پیغام کے لئے جسے لیکر وہ خود آیا تھا وہ رحمت تھا اس بستی کے لئے جس میں وہ پیدا ہوا وہ رحمت تھا دنیا کے لئے جس کی طرف وہ مبعوث کیا گیا وہ رحمت تھا اپنے اہل وعیال کے لئے اور رحمت تھا اپنے خاندان کے لئے وہ رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے اس نے رحمت کے بیج کو چاروں طرف بکھیرا اُوپر بھی اور نیچے بھی آگے بھی اور پیچھے بھی دائیں بھی اور بائیں بھی مگر بدقسمت ہے وہ جس پر یہ بیج تو آکر گرا مگر اس نے ایک بنجر زمین کی طرح اسے قبول کرنے اور اُگانے سے انکار کر دیا۔ (بحوالہ کتاب ''سلسلہ احمدیہ'' تصنیف لطیف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے سن اشاعت دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۹۴ تا ۲۱۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق و عادات کا مضمون تو نہایت وسیع ہے مختصر چند واقعات پیش کئے گئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ مضمون از صفحہ نمبر 11

ہمدردی کا حق ادا کرو۔

اور فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو جیسے بچہ سے اس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کے ہمدردی کرتا ہے۔''

(نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۵۹)

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں:

''میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد اعمالی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔'' (اربعین نمبر ا صفحہ ۲)

پس آج اس پُر تشدد اور دہشتناک ماحول میں اور اس پُر آشوب زمانہ میں دائمی امن اور پیار و محبت اور باہمی اُخوت قائم کرنے کے لئے خوف الٰہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُس کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنا اور مذکورہ بالا چاروں اُصولوں کو بروئے کار لانا از بس ضروری ہے۔

چنانچہ آج بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت "Love for All Hatred for None" کا شیریں اور پُر محبت پیغام لئے ہوئے دنیا کے ۱۹۳ ممالک میں سرگرم عمل ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں باہم پیار و محبت اور بین الاقوامی یکجہتی قائم فرماتے ہوئے دنیا میں ایک پُر امن فضا پیدا فرمائے اور ہر انسان سکھ اور چین اور اطمینان کی سانس لینے لگ جائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

بقیہ مضمون از صفحہ نمبر 12

صلی اللہ علیہ وسلم نے جبراً دین اسلام پھیلانے کے لئے کوئی جنگ نہیں کی بلکہ کافروں کے بہت سے حملوں پر ایک زمانہ دراز تک صبر کر کے آخر نہایت مجبوری سے محض دفاعی طور پر جنگ شروع کی گئی تھی تو پھر یہ خیالات کہ کوئی خونی مہدی یا مسیح آئے گا اور جبراً دین پھیلانے کے لئے لڑائیاں کرے گا ان خیالات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مہدی اور مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کی مخالفت کرے گا اور اپنی روحانی کمزوری کے سبب تلوار کا محتاج ہوگا۔ پس ان خیالات سے بڑھ کر اور کونسا خیال لغو ہوسکتا ہے جس امر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنا نہیں چاہا اور صدہا مصیبتیں دیکھیں اور پھر صبر کیا وہ امر مہدی اور مسیح کے لئے کیونکر جائز ہوجائے گا۔

ایسا ہی ایک اور حدیث صحیح مسلم میں ہے جو مسیح موعود کے بارے میں ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود جنگ نہیں کرے گا اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: اخرجت عبادا لی لا یدان لاحد بقتالھم فحرز عبادی الی الطور یعنی اے آخری مسیح میں نے اپنے ایک بندے سے ایسی طاقتور زمین پر ظاہر کئے ہیں (یعنی یورپ کی قومیں) کہ کسی کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ پس تو ان سے جنگ نہ کر بلکہ میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے آ یعنی تجلیات آسمانی اور روحانی نشانوں کے ذریعہ سے ان بندوں کو ہدایت دے سو میں دیکھتا ہوں کہ یہی حکم مجھے ہوا ہے۔

اب واضح ہو کہ ان بندوں سے مراد یورپ کی طاقتیں ہیں جو تمام دنیا میں پھیلتی جاتی ہیں اور طور سے مراد تجلیات حقہ کا مقام ہے جس میں انوار و برکات اور عظیم الشان معجزات اور ہیبت ناک آیات صادر ہوتی ہیں اور خلاصہ اس پیشگوئی کا یہ ہے کہ مسیح موعود جب آئے گا تو وہ ان زبردست طاقتوں سے جنگ نہیں کرے گا بلکہ دین اسلام کو زمین پر پھیلانے کے لئے وہی چمکتے ہوئے نور اس پر ظاہر ہونگے جو موسیٰ نبی پر کوہ طور میں ظاہر ہوئے تھے۔ پس طور سے مراد چمکدار تجلیات الٰہیہ ہیں جو معجزات اور کرامات اور خرق عادت کے طور پر ظہور میں آرہے ہیں اور آئیں گے اور دنیا دیکھے گی کہ وہ چمک کس طرح سطح دنیا پر محیط ہو جائے گی۔ خدا بہت پوشیدہ اور مخفی در مخفی ہے مگر جس طرح موسیٰ کے زمانہ میں ایک خوفناک تجلّی اس نے ظاہر کی تھی۔ یہاں تک کہ اس تجلّی کی موسیٰ بھی برداشت نہ کر سکا اور غش کھا کر گر گیا اس زمانہ میں بھی وہ فوق العادت الٰہی چمک اپنا چہرہ دکھائے گی۔ جس سے طالب حق تسلّی پائیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے مجھے مخاطب کر کے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی ہے جو میری کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے جس کے الفاظ یہ ہیں'' میں اپنی چمک دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔''

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۹۸)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ تمام امت مسلمہ کو اسلامی جہاد کی حقیقت کو جو امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ غلبہ اسلام کی راہ جلد سے جلد ہموار ہو سکے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنے دوستوں کی دلداری کے آئینہ میں

..................(محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ بنگلور کرناٹک)..................

صاحب خُلقِ عظیم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درخت ہر وقت سرسبز وشاداب رہنے والا ہے کیونکہ اس کی جڑیں زمین میں گہری اور مستقل طور پر پیوست رہنے والی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان سے ہمیشہ باتیں کرنے والی ہیں اور ہر موسم میں تازہ اور صحت افزاء پھل دینے والی ہیں۔ چنانچہ شجرہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھلوں میں سے ایک عظیم الشان پھل ''امام مہدی'' کی شکل میں آپ کی پیشگوئی کے مطابق ۱۸۸۹ء میں ظاہر ہو چکا ہے اور آج اس کی چمک اکناف عالم میں دکھائی دے رہی ہے۔ حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیّبہ کا مطالعہ کریں تو صاف اور سیدھے طور پر نظر آتا ہے کہ آپؑ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور نقش قدم پر ہر پہلو سے قائم ہیں۔ سیرت کا موضوع اپنے تنوع کے لحاظ سے بہت کثیر بھی ہے اور بہت وسیع بھی ہے۔ فی الوقت اس کے صرف ایک پہلو کو دیکھنا مقصود ہے اور وہ ہے اپنے دوستوں کی دلداری کرنا یعنی رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:۴) کا عملی نمونہ پیش کرنا۔

معاملات دنیا میں کئی ایسے واقعات اور حالات درپیش آجاتے ہیں جس کے بشری تقاضہ سے انسان دُکھی اور دلگیر ہو جاتا ہے پھر ایسے دلگیر لوگ اپنے محسن اور دلدار کو سامنے دیکھتے ہیں تو وہاں اِن حالات کو پیش کر دیا کرتے ہیں۔ ایسے حالات پیش آنے پر یہ بزرگ دلدار اِن کی ایسے طور پر دلداری فرماتے ہیں کہ اِس میں تقویٰ کی باریک راہوں کو قائم رکھتے ہوئے اُن دلگیروں کی احسن پیرائے میں دلداری ہو جاتی ہے۔ جنگ خندق کا مشہور واقعہ ہے کہ:

''اس موقعہ پر کھانے کی بڑی کمی ہوگئی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ بھوک سے بے حال ہوگئے تھے۔ بزرگوں کا یہ تجربہ ہے کہ اگر بھوک کی تکلیف ہو یعنی پیٹ میں کچھ نہ ہو، پیٹ خالی ہو تو اس سے جو پیٹ کو تکلیف ہوتی ہے اس کو دُور کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ پیٹ میں پتھر رکھ کر اس کو کسی کپڑے سے باندھ لیں۔ کپڑے سے بندھا ہوا وہ پتھر معدے کو دبا دے گا تو بھوک کا احساس زیادہ شدّت سے نہیں رہے گا۔ غرض بھوک کی جب یہ حالت تھی تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ اب تو حد ہوگئی۔ ہماری تکلیف انتہاء کو پہنچ گئی۔ کھانا ملتا نہیں۔ کفار کی فوج نے ہمارا گھیراؤ کیا ہوا ہے۔ ہمارے کھانے پینے کی چیزیں باہر سے آتی تھیں۔ ان کے رستے بند ہوگئے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر یہ بھی دیکھو اور آپ نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔

(بحوالہ مشعل راہ جلد دوئم صفحہ ۴۶۰)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ کس حسین اور دل نشین انداز میں اس عظیم دلدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس دلگیر دوست کی دلداری فرمائی۔ چنانچہ آپؐ کے عظیم روحانی فرزند حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایسی دلداری کی مثالیں قائم فرمائی ہیں۔ کیونکہ آپؑ نے یہ سب حسین اور خوبصورت دلداری کے طریقے اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھے ہیں۔

معاملات دنیا میں کئی حالات اور واقعات پیش آتے ہیں جن سے راحت کے موقعہ پر راحت ملتی ہے تو بشری تقاضہ سے دکھ اور رنج بھی ہوتا ہے۔ حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے مخصوص اصحاب میں سے ایک حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ تھے۔ یہ بھی دوسرے مخصوص صحابہ کی طرح قادیان کی مقدس زمین میں دھونی رمائے بیٹھے تھے۔ چودہ سو سال بعد ایک ''نبی اللہ'' کو دنیا نے دیکھا اور وہ وہیں رہا کرتا تھا جو نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل عاشق تھا بلکہ فنا فی الرسولؐ تھا اور خُلق محمدیؐ کی جھلک وہاں (قادیان میں) صحابہ کو میسر تھی۔ اُسی جھلک کو حاصل کرنے والوں میں سے ایک صحابی حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بھی تھے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ قادیان میں آوارہ کُتّے بہت ہوگئے اور اُن کی وجہ سے شور وغُل رہتا تھا۔ پیر سراج الحق صاحبؓ نے بہت سے کُتوں کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اس پر بعض لڑکوں نے پیر صاحب کو چڑانے کے واسطے ان کا نام ''پیر کتّے مار'' رکھ دیا۔

پیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں شاکی ہوئے کہ مجھے کُتّے مار کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے تبسّم کے ساتھ فرمایا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں میرا نام ''سؤر مار'' لکھا ہے۔ کیونکہ مسیح کی تعریف میں آیا ہے کہ یقتل الخنزیر۔ پیر صاحب اس پر بہت خوش ہو کر چلے گئے۔

(ذکر حبیب صفحہ ۱۶۲-۱۶۳ طبع اوّل)

اپنے اصحاب و خدام کی دلداری کے تعلق سے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''آپؑ خدام کی برابر حوصلہ افزائی فرماتے رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت اقدسؑ کی مجلس میں جا کر ہر ایک قسم کا غم غلط ہو جایا کرتا تھا اور ہر ایک مایوسی اُمید اور خوشی میں بدل جایا کرتی تھی۔ کسی معاملہ میں بظاہر کیسی ہی ناکامی نظر آوے مگر حضرت اقدس علیہ السلام اس میں بھی کوئی نہ کوئی مفید پہلو نکال ہی لیا کرتے تھے۔ جس میں غمگین دل کو راحت اور پریشان دماغ کو سکینت مل جایا کرتی تھی۔

ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے کئی بکرے صدقے کئے۔ قادیان سے باہر غرباء کا ایک قافلہ آیا پڑا تھا۔ حکیم فضل الدین صاحب بھیروی بہت سا گوشت ایک سینی میں رکھ کر تقسیم کرنے کے لئے گئے اور لگے دو دو بوٹیاں حساب سے اُن میں تقسیم کرنے۔ وہ بھوکے کنگلے لوگ! حکیم صاحب کا یہ صبر آزما حساب کتاب اُنہیں گوارا نہ ہوا۔ اُن سب نے مل کر حکیم صاحب پر ہلّہ بول دیا اور منٹوں میں وہ سارا گوشت لوٹ کر لے گئے۔ اس کشمکش میں حکیم صاحب کا کُرتا اور پگڑی پھٹ کر تار تار ہوگئی۔ حکیم صاحب بہت جُز بُز ہوئے۔ خفا ہوتے بڑبڑاتے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا عرض کیا اور بڑی شکایت کی حضرت اقدس علیہ السلام ہنسنے لگے فرمایا کہ:

''حکیم صاحب آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ صدقہ اس قدر مقبول ہوا کہ بانٹنے کی نوبت نہ آئی اور مستحق خود ہی چھین کر لے گئے۔ مقبولیت کا یہ جزبہ باعث صد شکر ہے۔''

(مجدد اعظم حصہ دوئم صفحہ ۱۳۰۴ مطبوعہ لاہور)

یہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آقا ومطاع حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کا ایک واقعہ درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واقعہ یوں ہوا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک ذاتی نوعیت کے معاملے میں دلگیر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تھی یعنی جن دنوں حضرت سیّدہ رقیہ (بنت رسولؐ) کا انتقال ہوا تھا۔ اُنہیں دنوں عمر فاروق کی دُختر حضرت حفصہؓ بیوہ ہوئی تھیں۔ حضرت رقیہ بنت رسولؐ کی وفات کی وجہ سے آپ کے شوہر حضرت عثمان غنی کے لئے مزید شادی کے لئے کافی گنجائش تھی۔ اسی گنجائش کو مدنظر رکھ کر حضرت عمرؓ نے چاہا کہ اپنی بیٹی حفصہ کی شادی حضرت عثمان سے ہو جائے چنانچہ انہوں نے خود اس بات کے لئے حضرت عثمان کو تحریک کی۔ مگر حضرت عثمان نے جو انکار کیا اس سے آپ (حضرت عمرؓ) غمزدہ ہوگئے اور اس غمزدہ واقعہ کے ساتھ اُس کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی تو حضورؐ نے حضرت عمر کی دلداری کرتے ہوئے فرمایا:

آلا اَدُلَّ عُثْمَانَ عَلَى مَنْ هُوَ خَيْرٌلَّهٗ مِنْهَا وَاَدُلُّهَا عَلٰى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَّهَا مِنْ عُثْمَان۔

(بحوالہ رحمۃ اللعالمین حصہ دوم ۱۰۴)

یعنی حضرت عثمان کا اس رشتہ سے انکار کرنے کا فعل غلط نہیں ہے کیونکہ اُن کو جب بہتر رشتہ ملنے والا ہو تو دوسرے رشتہ سے انکار کیونکر بُرا ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف حضرت حفصہ کے لئے حضرت عثمان سے بہتر رشتہ مل جائے تو کیوں نہ یہ امر بہتر ہو۔

ایسی دلداری سے غمزدہ عمرؓ کا دل کس قدر مسرور ہوا ہوگا۔ وہ وہی جانتے ہونگے۔

بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ شکایت کنندہ کی شکایت ہرگز بجا نہیں ہوتی یا اُس کا دکھ یا پریشانی فضول ہوتی تو بھی ایسے لوگوں کی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام دلداری کر جاتے اور نہ صرف اُس کا غم دور ہو جاتا بلکہ اس کی نادانی والی بات بھی اس پر ظاہر نہیں کی جاتی۔ چنانچہ ایک ایسا واقعہ اُس وقت پیش آیا جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی کے حاشیہ صفحہ ۳۶۴ میں سعد اللہ لدھیانوی نے بیٹے کو نامرد لکھا تو خواجہ (کمال الدین) صاحب چونکہ وکیل تھے۔ اس لئے بہت گھبرائے کہ اگر سعد اللہ نے مقدمہ دائر کر دیا تو اس کے بیٹے کو نامرد ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اس حاشیہ کو کاٹ ڈالیں۔ حضورؑ نے فرمایا:

''میں نے تو خدا تعالیٰ کی مرضی سے لکھا ہے مَیں اس کو نہیں کاٹوں گا۔''

خواجہ صاحب نے پھر کہا کہ مجھے تو بہت ہی گھبراہٹ رہے گی۔ فرمایا:

''اگر سعد اللہ مقدمہ کرے گا تو ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم آپ کو وکیل نہیں بنائیں گے۔''

(تذکرہ صفحہ ۵۸۶ مطبوعہ قادیان)

بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ خواجہ کمال الدین کا خوف بلاوجہ تھا اور حضرت اقدس کا ارشاد اور تحریر درست تھی۔ تاہم خواجہ صاحب کی دلداری فرمانا حضور علیہ السلام کی سیرت کا شاندار نمونہ ہے۔ جس سے دوست واحباب کی دلداری ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہ کی دلداری علیٰ قدر اخلاص فرمایا کرتے تھے۔ ادنیٰ درجہ کے مخلص کے لئے بھی دلداری تھی تو اعلیٰ درجہ کے مخلص کے لئے بھی۔ حضرت حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹی کی دلداری کا ایک واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ ہے کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اتفاق سے جماعت نے آپ کے قیام کے لئے جو بالاخانہ تجویز کیا وہ بغیر منڈیر کے تھا۔ آپ کو چونکہ اس بات کا علم نہیں تھا کہ اس کی منڈیر نہیں آپ نے فرمایا کہ منڈیر کے بغیر مکان کی چھت پر رہنا جائز نہیں۔ اس لئے ہم اس مکان میں نہیں رہ سکتے۔ پھر آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ ابھی سیّد حامد شاہ صاحب کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم کل واپس جائیں گے۔ کیونکہ ایسے مکان میں رہنا شریعت کے خلاف ہے۔ وہ بڑے مخلص اور سلسلہ کے فدائی تھے۔ انہوں نے جب یہ سنا تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آگئے مگر کہا کہ بہت اچھا۔ حضرت صاحب سے عرض کر دیجئے ہم انتظام کر دیتے ہیں۔ جماعت کے دوستوں کو معلوم ہوا تو ایک کے بعد دوسرے دوست نے آنا شروع کر دیا اور انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب سے عرض کیا جائے کہ وہ ہماری اس غلطی کو معاف فرماویں ہم ابھی آپ کے لئے کسی اور مکان کا انتظام کر دیتے ہیں۔ وہ خدا کے لئے سیالکوٹ سے نہ جائیں۔ مگر شاہ صاحب نے فرمایا: میں اس بات کو پیش کرنا ادب کے خلاف سمجھتا ہوں۔ جب حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ اب ہم واپس جائیں گے تو ہمیں حضور کی واپسی کا انتظام کرنا چاہئے۔ اتنے میں اُن کے والد میر حسام الدین صاحب مرحوم کو اس بات کا پتہ لگ گیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت بے تکلفی کے ساتھ گفتگو فرمالیا کرتے تھے۔ اور تھے بھی حضور کے پرانے دوستوں میں سے۔ سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو زمانہ ملازمت گزرا ہے اس میں میر صاحب کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دوستانہ تعلقات رہ چکے تھے اس لئے وہ بے تکلفی سے گفتگو کیا

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

وصایا : : منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر:17960 مَیں ایس شمس الدین ولد مکرم سید علی کے ایم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 54 سال تاریخ بیعت 6.5.1980 ساکن پالگھاٹ ڈاکخانہ پتو پر پارم ضلع پالگھاٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.12.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد غیر منقولہ: مکان مع زمین پانچ سینٹ قیمت اندازاً تین لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ٹی امیر الدین   العبد : ایس شمس الدین   گواہ : اے صدیق

وصیت نمبر:17961 مَیں حیمہ عبد الواحد بنت مکرم عبد الواحد ای وی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ پینگاڑی آر ایس ضلع کنور کلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8.12.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد منقولہ: ایک عدد ہار سولہ گرام قیمت پندرہ ہزار ایک سوبیس روپے۔ چوڑیاں آٹھ گرام قیمت سات ہزار پانچ سو ساٹھ روپے۔ بالیاں چار گرام قیمت تین ہزار سات سو اسّی روپے۔ انگوٹھی چار گرام قیمت تین ہزار سات سو اسّی روپے میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منصورہ واحد   الامۃ: حیمہ عبد الواحد   گواہ : عبد الواحد ای وی

وصیت نمبر:17962 مَیں منصورہ عبد الواحد زوجہ مکرم عبد الواحد ای وی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ پینگاڑی آر ایس ضلع کنور کلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 10.12.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ: زمین بارہ سینٹ قیمت چار لاکھ روپے ایک گھر اندازاً سولہ لاکھ روپے۔ طلائی زیورات: ہار سولہ گرام قیمت پندرہ ہزار ایک سوبیس روپے۔ چوڑیاں ایک سو چھتیس گرام قیمت ایک لاکھ اٹھائیس ہزار پانچ سوبیس روپے۔ انگوٹھی چار گرام قیمت سینتیس سو اسّی روپے۔ بالیاں چار گرام قیمت سینتیس سو اسّی روپے۔ حق مہر پانچ ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبد الواحد ای وی   الامۃ: منصورہ عبد الواحد   گواہ : عبد الواحد

وصیت نمبر:17963 مَیں زینب ریحان زوجہ مکرم ریحان احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 39 سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ پینگاڑی آر ایس ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15.12.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ جائیداد منقولہ: چوڑیاں آٹھ عدد چونسٹھ گرام قیمت اکسٹھ ہزار چار سو چالیس روپے۔ ہار تین عدد ایک سو چار گرام قیمت ناوے ہزار آٹھ سو چالیس روپے۔ بالیاں تین عدد نو گرام قیمت آٹھ ہزار چھ سو چالیس روپے (کل زیورات بائیس کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ٹی ایم محمد   الامۃ: زینب ریحان   گواہ : ریحان احمد

وصیت نمبر:17964 مَیں ریحان احمد ولد مکرم شفیع احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ریٹائرڈ عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ پینگاڑی آر ایس ضلع کنور کلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15.12.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد میں نقدی مبلغ دو لاکھ ساٹھ ہزار روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ٹی ایم محمد   العبد : ریحان احمد   گواہ : کے ایم ناصر احمد

وصیت نمبر:17965 مَیں ایم کے صفیہ زوجہ مکرم افتخار الدین اے پی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 54 سال پیدائشی احمدی ساکن موریا کنی ڈاکخانہ تروو زم کنو ضلع پالگھاٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 7.11.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ جائیداد منقولہ: حق مہر پانچ سو روپے۔ زیور طلائی: چین ایک عدد اٹھائیس گرام۔ والدین کی جائیداد سے آٹھ لاکھ روپے حصہ میں آیا ہے ابھی رقم ملی نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے

گواہ : افتخار الدین اے پی   الامۃ: ایم کے صفیہ   گواہ : ھدایت اللہ خان

وصیت نمبر:17966 مَیں شیخ افسر علی ولد مکرم رسمی الجمال صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 35 سال تاریخ بیعت 1987ء ساکن سورو ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 13.12.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ غیر منقولہ جائیداد: زمین ایک پلاٹ ساڑھے تین ڈسمل بمقام موہن پور سورو میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ -/2500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید مبشر احمد عامل   العبد : شیخ افسر علی   گواہ : سید فہیم احمد

وصیت نمبر:17967 مَیں ذکیہ خاتون احمدی زوجہ مکرم سید انور الدین احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی ڈاکخانہ کوسمبی سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 4.11.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد منقولہ: حق مہر دس ہزار روپے بذمہ خاوند زیور طلائی: تین بھری قیمت اندازاً اکیس ہزار روپے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید انوار الدین   الامۃ: ذکیہ خاتون   گواہ : میر عبد الرحیم

وصیت نمبر:17968 مَیں میر انور احمد ولد مکرم میر عبد الحمید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 43 سال پیدائشی احمدی ساکن محی الدین پور ڈاکخانہ کوسمبی سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 21.12.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے والدین حیات ہیں۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ -/2500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ مسعود احمد مبلغ سلسلہ   العبد : میر انوار احمد   گواہ : میر کمال الدین

وصیت نمبر:17969 مَیں حرمت بی بی زوجہ مکرم شیخ طاہر الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 55 سال پیدائشی احمدی ساکن پدم پور ڈاکخانہ پدم پور ضلع برگڑھ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 2.12.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد منقولہ: طلائی زیورات: ہار سات گرام قیمت سات ہزار روپے۔ کان کی بالیاں تین گرام قیمت تین ہزار روپے۔ حق مہر بذمہ خاوند تین ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ ناصر احمد   الامۃ: حرمت بی بی   گواہ : شیخ طاہر الدین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA
Vol. 58 | Thursday | 12th March 2009 | Issue No. 11

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 300/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مخالفین جب بھی کوئی جماعت کے خلاف مکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مکر انہی پر الٹا دیتا ہے

یہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے اس لئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ثباتِ قدم مانگتے ہوئے صبر و حوصلے کا مظاہرہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکیں

جماعت احمدیہ کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے احباب جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی تلقین وتاکید

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۶/مارچ ۲۰۰۹ بمقام مسجد بیت الفتوح لندن-یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر جماعت کو جونصائح فرمائی ہیں اور جن میں جماعت کے قیام کی غرض و غائت بیان فرما کر افراد جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف ان کو توجہ دلائی ہے اور پھر ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے نتیجہ میں جو اللہ تعالیٰ کے فضل ہونگے اور جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ من حیث الجماعت اللہ تعالیٰ جماعت کو کہاں تک ترقی عطا فرمائے گا۔ اس حوالہ سے چند باتیں آج کے خطبہ جمعہ میں بیان کرونگا تا کہ جہاں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو وہیں ہم اللہ تعالیٰ کا قرب اور اُس کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا زمانہ ہے جس میں شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام مکروفریب اسلام کے خلاف استعمال کررہا ہے اور یہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے جس کی شکست کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ مبارک وہ جو اس کی شناخت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس سلسلہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ بعض کو اپنے بزرگوں کی نیکیوں کی وجہ سے اور احمدی خاندانوں میں پیدا ہونے کی وجہ سے یہ توفیق عطا ہورہی ہے اور بعض کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ خود بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں، وہ سلسلہ جس کو خدا نے شیطان کے خلاف آخری جنگ کے لئے تیار کیا ہے اور جس کے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ راستے کی ابتلاؤں اور مشکلات کے باوجود عظیم الشان خوشخبریاں عطا فرمائی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس وقت میرے قبول کرنے والوں کو ایک عظیم الشان جنگ اپنے نفس سے کرنی ہوگی۔ لوگوں کی گالیاں سننی پڑیں گی مصائب اور مشکلات کے پہاڑ ٹوٹیں گے لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ انہیں کامیابیوں کامرانیوں اور فتوحات سے نوازے گا۔ فرمایا: آج ہم ان باتوں کو بعض ملکوں میں بعینہٖ پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ بالخصوص پاکستان میں ان دنوں ویسے بھی قانون نام کی کوئی چیز نہیں اور احمدیوں کے لئے تو رہا سہا قانون بھی کسی قسم کی مدد کرنے کے قابل نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ لوگ جب بھی کوئی جماعت کے خلاف مکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مکر انہی پر الٹا دیتا ہے۔ پس احمدی یاد رکھیں! کہ یہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے اس لئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ثباتِ قدم مانگتے ہوئے صبر و حوصلے کا مظاہرہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکیں۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ بیرونی شیطان کو شکست دینے کیلئے اندرونی شیطان کو بھی زیر کرنا ہوگا کیونکہ ہماری فتح ظاہری اسباب سے نہیں بلکہ دُعاؤں سے ہونی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے اور اس نے اس غرض کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ وہ تطہیر چاہتا ہے۔

آج جبکہ دنیا میں بے حیائیاں عروج پر ہیں نہ حقوق اللہ کی طرف توجہ ہے نہ حقوق العباد کی طرف۔ فتنہ وفساد ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ اسلام کے نام پر مسلمان مسلمان کی گردن کاٹ رہا ہے۔ کلمہ گو کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور آج دنیا میں پاکستان کا تصور ایک ظلم و بربریت کے ایک خوفناک تصور کے طور پر ابھر رہا ہے۔ ایسے میں ہر پاکستانی احمدی کو اپنے ملک کے لئے دعا کرنی چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو ظالموں کو ظلم سے روکنا چاہئے۔ ظالموں کو ظلم سے باز رہنے کی تلقین کرنی چاہئے۔ آج اگر اس ملک کو کوئی بچا سکتا ہے تو اس ظلم کے سمندر میں صرف ایک کشتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تیار کی ہے اور جس پر خدا کے فضل سے ہم سوار ہیں۔ پس عبادات کی طرف توجہ دیں کیونکہ یہ کام بغیر عبادت اور گریہ وزاری کے ممکن نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جب تک ہماری جماعت تقویٰ اختیار نہ کرے، خدا حفاظت نہیں فرمائے۔ گا شرط یہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو اپنے ایمانوں کو ظلم کے ساتھ نہیں ملاتے اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور تکبر سے کام نہیں لیتے اور اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر ہماری جماعت، جماعت بننا چاہتی ہے تو ضروری ہے کہ اپنے اوپر ایک موت وارد کر کے اللہ کو ہر شے پر مقدم رکھیں۔ ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہیں۔ ہر ایک کا اپنا نفس اس کو اصلاح کی طرف مائل کرنے والا ہونا چاہئے۔ خود اپنے جائزے لیتے رہیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اصلاح کی کوشش تب کامیاب ہوتی ہے جب کسی قسم کی زد نہ ہو اور یہ احساس ہو کہ میری زندگی کا ایک مقصد ہے اور میں نے خدا کی رضا کے حصول کے لئے اس کے احکامات پر عمل کرنا ہے اور یہی بات ہے جو دوسروں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے متعارف کرنے والی بنتی ہے اور ان کی رہنمائی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر ایک اجنبی جو تم کو دیکھتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہاری عادات، اخلاق، استقامت اور پابندئ احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ سے ٹھوکر کھاتا ہے۔ پس خدا صادقوں کی جماعت تیار کررہا ہے اسلئے ہمیں صدق کے اعلیٰ نمونے دکھانے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ ان معیاروں پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

سیکرٹریان تعلیم القرآن و مبلغین کرام متوجہ ہوں

سیکرٹریان تعلیم القرآن اور مبلغین و معلمین کرام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ترجمۃ القرآن مراسلاتی کورس کا پہلا لیکچر ماہ مارچ میں ارسال کیا جاچکا ہے۔ اپنی اپنی جماعت میں معلوم کریں کہ کیا تمام ممبران تک یہ کورس پہنچ چکا ہے یا نہیں..؟

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مبلغین و معلمین کرام اس کی خصوصی نگرانی فرمائیں اور جائزہ لیتے رہیں کہ کیا ان کی جماعت میں ممبران مطالعہ کررہے ہیں یا نہیں۔ جس جگہ بھی کلاسز لگانی ممکن ہوں وہاں کلاسز لگا کر بھی اس کورس کو سمجھائیں۔

آئندہ ہر لیکچر کے ساتھ ایک مختصر سوالنامہ بھی بھیجا جائے گا اور آئندہ لیکچرز انہی ممبران کو بھجوائے جائیں گے جو اِن مختصر سوالات کے جواب ساتھ ساتھ بھجوائیں گے۔ ہر ششماہی کے بعد جو امتحان ہوگا وہ اس کے علاوہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کے علوم سے استفادہ کرنے اور قرآنی انوار سے اپنے سینوں کو منور کرنے اور دنیا میں اس نور آسمانی کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان)